ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

04 اپریل 2023ء | رمضان المبارک 1444ھ

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے
93 سال

- **مجلس احرارِ اسلام**
  تجدیدِ عزم، جُہدِ مسلسل، روشن مستقبل
- **پاکستانی جرنیلوں اور سیاست دانوں میں تصادم کیوں ہوتا ہے؟**
- مروجہ آن لائن کمپنیوں سے کمائی کا شرعی حکم
- نقشہ برائے ادائیگی زکوۃ

بیاد مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

MADRSAH MAMURAH

DAR-E-BANI HASHIM, MEHRBAN COLONY, MULTAN.(PAKISTAN)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان | 0300-6326621 061 - 4511961 | قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مکرم ومحترم جناب　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، صحت وسلامتی عطاء فرمائیں اور دنیا وآخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائیں۔ (آمین)

"مدرسہ معمورہ" ملتان حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ جسے حضرت کے سالِ وفات 1961ء میں آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے قائم فرمایا۔ الحمدللہ! اس دینی ادارے میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظِ قرآن، تعلیم حدیث وفقہ اور دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام جاری ہے۔ اب تک تین ہزار سے زائد طلباء حفظِ قرآن کی نعمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

"جامعہ بستانِ عائشہ" 1990ء میں جامعہ بستانِ عائشہ قائم کر کے بچیوں کی تعلیم کا آغاز کیا گیا جس میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظ قرآن، درس نظامی، میٹرک اور تعلیم بالغاں کے شعبوں میں پانچ سو طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے اپنا رہائشی مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا جس پر جامعہ بستانِ عائشہ کی تعمیر کی گئی۔ چار نئی درس گاہوں کی تعمیر (30,00,000) تیس لاکھ روپے کی خطیر رقم سے مکمل کی گئی ہے جبکہ دوسری منزل پر مزید درسگاہوں کی تعمیر کرنا باقی ہے۔

مدرسہ کا ماہانہ خرچ 25 لاکھ سے متجاوز ہے اور سالانہ بجٹ تقریباً (300,00,000) تین کروڑ روپے ہے۔

☆ رہائشی طلباء کے طعام پر سالانہ 1000 من گندم خرچ ہوتی ہے۔

طلباء کو درسی کتب، خوراک، لباس، علاج، ماہانہ وظائف مدرسہ فراہم کرتا ہے۔ تعمیرات کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔

تعمیر جدید الحمدللہ 2019ء میں مدرسہ معمورہ کے بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

مستقبل میں درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً (30,000,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

ایک درس گاہ کی تعمیر پر تقریباً (10,00,000) دس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ ایک کمرہ کی تعمیر اپنے ذمے لے کر صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

تعمیر مسجد مسجد ختم نبوت دار بنی ہاشم ملتان کی تعمیر جدید شروع ہے۔ فرش کا ماربل، دیواروں کی ٹائل، بجلی کی نئی وائرنگ، چھت کی سیلنگ المونیم کی کھڑکیوں کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ سولر سسٹم کی تنصیب پر تقریباً (50) پچاس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ وصدقات، فطرانہ، عشر اور عطیات مدرسہ معمورہ کو عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور اس صدقۂ جاریہ کا بیش بہا اجر آپ کو عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ آپ پہلے بھی تعاون فرماتے ہیں مگر موجودہ شدید مہنگائی اور مشکلات کا تقاضا ہے کہ اس مرتبہ زیادہ توجہ اور تعاون میں اضافہ فرمائیں۔

اُمید ہے، آپ اس خالص دینی درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ تعاون آپ فرمائیں، دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔

ترسیل زر کے لیے حکومت کی مدارس دشمن پالیسیوں کے تحت کئی مدارس کے بنک اکاؤنٹ بند کر دیے گئے ہیں۔ مدرسہ معمورہ کا اکاؤنٹ بھی بند کر دیا ہے۔ تعاون کے لیے آپ مہتمم مدرسہ سے براہ راست رابطہ فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام، آپ کا دعا گو

سید محمد کفیل بخاری

☆ مہتمم: مدرسہ معمورہ ملتان

رابطہ 0300-6326621

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 34 شمارہ 04 / اپریل 2023ء / رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ

Regd.M.NO.32

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

میاں محمد اویس • مولانا تنویر الحسن

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

تشکیل

اداریہ	مجلس احرارِ اسلام تجدیدِ عزم، جُہدِ مسلسل، روشن مستقبل	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرہ	امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار	پاکستانی جرنیلوں اور سیاست دانوں میں تصادم کیوں ہوتا ہے؟	شاہنواز فاروقی	6
ادب	درسِ وفا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	12
//	جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ	انور صابری مرحوم	20
//	امیر المؤمنین امام المتقین، خلیفۂ رابع، عادل وراشد وبرحق سیدنا علی المرتضیٰؓ	یونس تحسین	20
//	منقبت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	نادر صدیقی	21
دین ودانش	رمضان کی اہمیت وخصوصیت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ	ادارہ	22
//	سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ	علامہ محمد عبداللہؒ	24
//	صحابہؓ واہلبیتؓ کی توہین کا جرم اور اس کی سزا	مولانا محمد عبدالحمید تونسوی	26
//	مروجہ آن لائن کمپنیوں سے کمائی کا شرعی حکم	محمد عزیر خان	34
تحقیق	ساداتِ بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامیہ مکتبہ فکر (قسط نمبر 1)	سید تعظیم حسین	39
نقشہ ادائیگی زکوٰۃ	نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	46
مطالعہ قادیانیت	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ (قسط نمبر 1)	شیخ راحیل احمد مرحوم	48
خطاب	خطاب	مولانا خواجہ خلیل احمد	55
اخبار الاحرار	مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	58
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ـــــ 300/- روپے

بیرونِ ملک ـــــ 5000/- روپے

فی شمارہ ـــــ 30/- روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎ 061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

مجلس احرارِ اسلام

تجدیدِ عزم، جہدِ مسلسل، روشن مستقبل

مجلس احرار اسلام .... پاک وہند کی قدیم دینی وسیاسی اورتحریک تحفظ ختم نبوت کی بانی جماعت ہے۔ احرار: 27 رجب 1348ھ مطابق 29 دسمبر 1929ء کو لاہور میں قائم ہوئی۔ ہجری سن کے لحاظ سے قیام احرار کو 96 برس ہوگئے ہیں۔ چار سال بعد 1448ھ میں احرار ایک صدی کا سفر مکمل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ

بقاءِ احرار دراصل باہمی اعتماد، خلوصِ نیت اور جہدِ مسلسل کا نتیجہ ہے۔ احرار کا دامن انہی خوبیوں سے مزین ہے۔

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی قیادت میں آپ کے عظیم رفقاء مفکر احرار چودھری افضل حق، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، خواجہ عبدالرحمٰن غازی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا مظہر علی اظہر اور شیخ حسام الدین نے تحریک آزادی میں کلیدی وتاریخی کردار ادا کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور مال وجان کا ایثار کیا۔ اس قربانی کا اصل مصداق کارکنانِ احرار ہی تھے۔ جن کی سعی و جد وجہد اور قید و بند کی مصیبتوں پر صبر نے احرار قائدین کو حوصلے و ہمت کا سہارا دیا۔

قیام پاکستان کے بعد احرار کے وجود کو باقی رکھنا انتہائی دشوار کام تھا۔ ضیغم احرار شیخ حسام الدین اور مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہما اللہ نے امیر شریعت کی قیادت میں اس دشوار گھاٹی کو عبور کیا اور بقاء احرار میں سرخرو ہوئے۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں حکومت نے مجلس احرار اسلام پر پابندی عائد کر دی۔ 1962ء میں پابندی ختم ہوئی تو مجلس کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اکثر رہنما آخرت کو سدھار گئے، دفاتر ختم ہوگئے یا بعض دوستوں نے قبضہ کر لیا۔ کارکن مایوس ہوکر گھروں میں بیٹھ گئے یا دوسری جماعتوں میں چلے گئے۔ مایوسیوں کے اس ماحول میں جانشین امیر شریعت مجدد احرار مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے احرار کی نشأۃِ ثانیہ کا علم تھاما اور شیرازہ بندی کر کے امیدوں کے چراغ روشن کیے۔ ابناء امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری اور پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہم اللہ نے شب وروز محنت کر کے علمِ احرار بلند کیا اور اپنی بہترین صلاحیتوں سے احرار کو دوام بخشا۔ آج اگر جماعت باقی ہے تو انہی بزرگوں کی جہد مسلسل، ایثار واستقامت اور خلوص وللّٰہیت کا فیض ہے۔ بہترین صلاحیتوں کے حامل رفقاء احرار مجلس کی قیادت کرتے ہوئے ترقی اور روشن مستقبل کی منزل کی طرف گامزن ہیں۔

محترم پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا محمد مغیرہ، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، محترم ملک محمد یوسف، مولانا تنویرالحسن، میاں محمد اویس، جناب عبدالکریم قمر، ڈاکٹر شاہد کاشمیری، مولانا سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف اور مولانا محمد اکمل قافلۂ احرار کی قیادت کر رہے ہیں۔

25 فروری تا 6 مارچ دارِ بنی ہاشم ملتان میں دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں قائدین احرار کے علاوہ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات نے خطاب کیا۔ علماء اور دینی مدارس سے رابطے کے نتیجے میں بہترین نتائج حاصل ہوئے۔

10 تا 12 مارچ مجلس کی مختلف شاخوں کے عہد یداران و ذمے داران کا تربیتی کنونشن مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہوا۔ کنونشن کی آخری نشت سے راقم الحروف نے جن خیالات کا اظہار کیا اس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

محترم رفقاء احرار!

آپ حضرات تین روز سے یہاں جمع ہیں۔ آپ نے احرار رہنماؤں کے خطبات سنے۔ کام کے حوالے سے کئی سوالات آپ کے ذہنوں میں اُبھرے اور زبان پر آئے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنے خیالات اور شکایات کا کھل کر اظہار کیا۔ غلطیوں کی نشاندہی اور اصلاح احوال کے لیے مثبت تنقید اجتماعی زندگی کی روح ہے۔ البتہ شخصی و ذاتی تنقید اور کردار کشی جماعتی زندگی کے لیے زہر قاتل ہے۔ یہ مناظرے اور مباحثے کا نہیں بلکہ مکالمے کا دور ہے۔ آپ نے تین دن جو مکالمے کیے وہ جماعت کے لیے آپ کی فکر مندی اور اخلاص کا ثبوت ہے۔

احرار کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت 1933ء میں قائم ہوا۔ تب حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اس کی رکنیت قبول کی اور مکمل سرپرستی فرمائی۔ الحمدللہ شعبۂ تبلیغ آج بھی متحرک ہے اور خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین حضرت مولانا خلیل احمد دامت برکاتہم اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ شعبۂ تبلیغ کی محنت سے سیکڑوں قادیانی، عیسائی اور بہائی اسلام کی آغوش میں آ چکے ہیں اور آ رہے ہیں۔

رفقاء احرار!

آپ کو اس مقصد کے لیے یہاں جمع کیا گیا ہے کہ مجلس کی ترقی کے لیے غور و فکر کریں، نقائص کی نشاندہی کر کے انہیں دور کریں اور افرادی و مالی قوت میں اضافے کے لیے بہترین تجاویز پیش کر کے ان پر عمل کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں آپ سے میری گزارش ہے کہ:

1۔ اپنے اپنے حلقوں میں دروسِ قرآن و حدیث کا اہتمام کریں 2۔ مدارس دینیہ میں علماء و طلباء سے رابطہ کریں

3۔ عوامی اجتماعات اور نجی مجالس و ملاقاتوں کے ذریعے عوام کو احرار میں شمولیت کی دعوت دیں

4۔ مجلس کی زیادہ سے زیادہ شاخیں قائم کر کے افرادی قوت میں اضافہ کریں اور علاقائی ورکرز تربیتی کنونشن منعقد کریں

5۔ سکولز، کالجز، اور یونیورسٹیز کے طلباء سے رابطے اور مکالمے کا اہتمام کریں

6۔ مجلس کے لٹریچر کا مطالعہ کریں، اپنی اپنی شاخوں میں ہفتہ وار سٹڈی سرکل قائم کر کے مطالعے اور مکالمے کا اہتمام کریں

7۔ ''مطبوعات احرار صدی'' کے عنوان سے مجلس کے تاریخی لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کی اشاعت کے لیے عطیات جمع کریں۔ جن کارکنوں کے پاس مجلس کا قدیمی لٹریچر ہے وہ اشاعت کے لیے مرکزی دفتر کو عنایت فرمائیں

8۔ صد سالہ اجتماع کی تیاری ابھی سے شروع کر دیں۔ اس تاریخ ساز اجتماع کی کامیابی آپ کی محنت پر موقوف ہے

9۔ اجتماعیت قائم کریں اور ہم عصر و ہم فکر جماعتوں کے ساتھ اتحاد و یکجہتی کا ماحول قائم کریں

10۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت، نومسلمین کی کفالت اور بلاتخصیص انسانی خدمت کے عناوین پر محنت کریں۔ تجدید عزم کے ساتھ جہد مسلسل کریں۔ آپ کا مستقبل روشن ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے رفقاء احرار کو اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

عبداللطیف خالد چیمہ

امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ

26 اپریل 1984ء............ 26 اپریل 2023ء

ایک طویل جدوجہد اور بڑی قربانیوں کے بعد سات ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو گوکہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن قادیانیوں نے نہ صرف قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ آنجہانی قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا اور آج تک قادیانی گروہ سیکولر لابیوں کا روپ دھار کر اس فیصلے کو اپنے رویوں سے مسلسل چیلنج کر رہے ہیں، صورتحال پوری دنیا کے سامنے ہے، سامراجی قوتیں اور طاقت ور ممالک اپنی حکمرانی اور طاقت کے زور پر ہم سے ہمارا عقیدۂ بھی چھیننے پر تلے ہوئے ہیں، اس صورت حال میں ہم پس منظر کے طور پر انتالیس سال قبل کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں کامیابی حاصل کی اور اس وقت کے فوجی سربراہ مملکت صدر محمد ضیاء الحق مرحوم نے 26 اپریل 1984ء کی ایک آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا اس پر کتنا عمل درآمد ہوا، یا پھر نہ ہوا تاریخ ساتھ ساتھ مرتب ہو رہی ہے۔ 26 اپریل 1984ء کے آرڈیننس کی بھنک پڑتے ہی قادیانی سربراہ مرزا طاہر لندن فرار ہو گیا، راقم کوٹو بہ ٹیک سنگھ میں تحفظ ختم نبوت کے بیان پر مقدمے کا سامنا کرنا پڑا اور پانچ روز جیل کاٹی، مقدمہ کئی سال چلا آخر کار اللہ کے فضل سے بری ہوا، امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد دو مسلمان قادیانیوں کے ہاتھوں سکھر میں شہید ہوئے اور دو مسلمان جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مدرس قاری بشیر احمد حبیب (سابق امیر مجلس احرار ساہیوال) اور اظہر رفیق قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، 27/اکتوبر 1984ء کو قادیانی معبد سیل ہوا اور آج تک سیل ہے، راقم اس کیس میں مسلمانوں کی طرف سے مدعی ہے، اب وہ چوک شہداء ختم نبوت کے نام سے بلدیہ ساہیوال نے منسوب کر دیا ہے۔

تاہم چناب نگر کو سابق ربوہ بنانے کی شعوری سازشیں بھی ہو رہی ہیں، قرآن پاک اور سنہ میں تحریف منظر عام پر آچکی اور سوشل میڈیا پر توہین مذہب توہین رسالت اور توہین وطن زوروں پر ہے، ہم اور ہمارے دوست اپنی پر امن آئینی و قانونی جدوجہد کو استوار کر کے آگے بڑھ رہے ہیں، اور توہین کے ملزمان بھی اپنے انجام کو پہنچ رہے ہیں، پشاور، انسداد دہشت گردی کی عدالت نے 24 مارچ 2023ء کو توہین رسالت کے ایک مجرم کو سزائے موت سنائی ہے، سو ہم قانونی جدوجہد کرنے والی جماعتوں کے معاون ہیں، اور ان شاء اللہ تعالی رہیں گے۔

1984 کے آرڈیننس کا پیش لفظ

صدر مملکت نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ، اور احمدیوں کے خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے

اور قانون میں ترمیم کے لیے ایک آرڈیننس بنام قادیانی گروپ لاہوری گروپ اور احمدیوں کے خلاف اسلام گرمیاں امتناع تعزیرات 1984ء نافذ کیا ہے یہ آرڈیننس 1984ء کو نافذ کیا گیا ہے۔تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298بی کا اضافہ کیا گیا اس کی رو سے قادیانی گروپ لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی، یا تحریری طور یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو امیر المؤمنین یا صحابہ یا اس کی بیوی کو ام المؤمنین یا اس کے خاندان کے افراد کو اہل بیت کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہے تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور اس دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لیے جمع کرنے یا بلانے کے لیے اس طرح کی آزان کہے یا اس طرح کی آزان دے جس طرح کی مسلمان دیتے ہیں، ایک نئی دفعہ 298 سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کیا گیا ہے، جس کی رو سے متذکرہ گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالا واسطہ یا بلا واسطہ طور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنے مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے اس سزا کا مستحق ہوگا۔

چناب نگر میں فری میڈیکل و آئی کیمپ

شعبہ خدمت خلق مجلس احرار اسلام چناب نگر کے زیر اہتمام چناب نگر کے ضرورت مند، نادار مسلمانوں کو قادیانیوں کی تبلیغ، ان کے اثر اور دام فریب سے بچانے کے لیے **جامع مسجد احرار** میں حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ اور اسکول کے ساتھ ساتھ مفت علاج معالجہ کے لیے مسلم ہسپتال فری ڈسپنسری قائم کی۔ جس میں روزانہ کی بنیاد پر ایک ماہر ڈاکٹر مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں جبکہ ہر ماہ میڈیکل کیمپ لگایا جاتا ہے اور مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ مارچ 2023 میں 130 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ جبکہ **''فری آئی کیمپ''** میں 63 مریضوں کا معاینہ کیا گیا اور ادویات فراہم کی گئیں۔

میڈیکل کیمپ کی مد میں ماہانہ **تقریباً پچاس ہزار روپے** کے اخراجات ہیں جبکہ واٹر فلٹریشن پلانٹ کی مینٹیننس اور بجلی کے اخراجات روز افزوں بڑھ رہے ہیں۔ رمضان المبارک کے بعد ان شاء اللہ جدید طرز کی **''میڈیکل لیبارٹری''** کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے اور **''آئی کلینک''** سے متعلقہ آلات و مشینری خریدنی ہے۔

احباب خیر سے درخواست ہے کہ اس مبارک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عطاء فرمائیں آمین

برائے رابطہ و تعاون: 0301-7181267

شاہنواز فاروقی

پاکستانی جرنیلوں اور سیاست دانوں میں تصادم کیوں ہوتا ہے؟

مسلم دنیا کی گزشتہ ساٹھ سالہ تاریخ جرنیلوں اور سیاست دانوں کی کشمکش اور تصادم کی تاریخ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلم دنیا میں فوج کا ادارہ اپنی نفسیات، ذہنی ساخت اور تربیت کے اعتبار سے نوآبادیاتی تجربے کا تسلسل ہے۔ ہم نے ایک بار جب یہی بات جنرل حمید گل سے کہی تو انھوں نے ہماری بات کی تائید کی اور کہا کہ میں تو کہتا تھا کہ تم فوجیوں کے نصاب میں انگریز شاعر کیٹس، بائرن اور شیلے کیوں پڑھاتے ہو؟ اقبال کیوں نہیں پڑھاتے؟ ہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ یہ بات تو ہم جیسے عام لوگ کہہ سکتے ہیں، آپ تو آئی ایس آئی کے سربراہ تھے، جنرل ضیاء الحق کا دایاں ہاتھ تھے، اُن کی آنکھیں اور کان تھے، چنانچہ آپ کو تو آگے بڑھ کر فوجیوں کے نصاب میں اقبال کو شامل کرنا چاہیے تھا تا کہ ہماری فوج سچے ''اسلامسٹ'' اور ''پاکستانی'' پیدا کر سکتی۔ ہماری بات سن کر جنرل حمید گل خاموش رہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس صورتِ حال کی کوئی منطقی توجیہ تھی ہی نہیں۔ بدقسمتی سے یہ صرف پاکستان کا معاملہ نہیں۔

عدنان مندریس، جدید ترکی کے پہلے بڑے اسلامسٹ سیاست دان تھے، وہ عوام میں مقبول تھے، ان کی قائدانہ صلاحیت غیر معمولی تھی، وہ ترکی کو ایک بڑی طاقت میں ڈھال سکتے تھے، مگر ترکی کی سیکولر فوج نے 1961ء میں ان کا دھڑن تختہ کر دیا۔ نہ صرف یہ، بلکہ ترکی کے جرنیلوں نے عدنان مندریس کو پھانسی کی سزا دی اور انھیں نشانِ عبرت بنانے کی کوشش کی۔ ترکی میں نجم الدین اربکان بھی اسلامسٹ تھے۔ ترکی کے جرنیلوں نے اُن کی حکومت کو بھی ایک سال سے زیادہ نہ چلنے دیا۔ ترکی کی فوج نے طیب اردوان کے خلاف بھی بغاوت کی، مگر طیب اردوان کی عوامی مقبولیت نے اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ سوئیکارنو، جدید انڈونیشیا کے سب سے اہم سیاست دان تھے، وہ غیر وابستہ تحریک کے بانیوں میں سے ایک تھے۔ چنانچہ انڈونیشیا کی فوج اُن کی مقبولیت سے خوف زدہ تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1967ء میں جنرل سہارتو نے سوئیکارنو کا تختہ الٹ دیا اور اس کے بعد سہارتو 32 سال تک اقتدار پر قابض رہے۔ 1991ء میں الجزائر میں اسلامی فرنٹ نے انتخابات کے پہلے مرحلے میں دو تہائی اکثریت حاصل کر لی۔ انتخابات کا دوسرا مرحلہ آتا تو اسلامی فرنٹ دو تہائی اکثریت سے بھی آگے نکل جاتا، لیکن الجزائر کی فوج نے انتخابات کے دوسرے مرحلے کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ اس نے سازش کی اور اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اس کے نتیجے میں الجزائر میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور یہ خانہ جنگی دس سال میں دس لاکھ لوگوں کو نگل گئی۔ مصر، سعودی عرب کے بعد عرب دنیا کا

اہم ترین ملک ہے اور مصر میں اخوان المسلمون کے مرسی صدر بننے میں کامیاب رہے۔ لیکن مصر کی فوج نے امریکہ کی تائید کے ساتھ 2013ء میں صدر مرسی کو اقتدار کے ایوان سے نکال باہر کیا۔ اس سے پہلے مصر کی فوج نے صدر مرسی کی غیر مقبول بنانے کے لیے ملک میں پٹرول اور اشیائے خورونوش کی مصنوعی قلت پیدا کی۔ بعض اطلاعات کے مطابق مصر کی فوج نے جیل میں صدر مرسی پر تشدد کیا، جس سے وہ جیل ہی میں شہید ہو گئے۔ اس سلسلے میں امریکہ کی ڈھٹائی اور سفاکی کا یہ عالم تھا کہ اس نے جنرل سیسی کے مارشل لا کو مارشل لا بھی قرار نہ دیا۔ امریکہ ایسا کرتا تو اسے امریکی قوانین کے تحت جنرل سیسی کے مصر پر اقتصادی پابندیاں عائد کرنی پڑتیں، جس سے مصر معاشی مشکلات کا شکار ہو جاتا اور جنرل سیسی کے خلاف عوامی ردِعمل پیدا ہوتا۔

پاکستان کی تاریخ بھی جرنیلوں اور سیاست دانوں کی کشمکش، آویزش اور تصادم کی تاریخ ہے۔ جنرل ایوب نے 1958ء میں مارشل لا لگایا اور اور گیارہ سال تک حکومت کی، مگر بالآخر ان کے خلاف عوامی ردِعمل پیدا ہوا اور سڑکوں پر ''ایوب کتا ہائے ہائے'' کے نعرے لگ رہے تھے۔ جنرل ضیاء الحق نے 1977ء میں بھٹو صاحب کا دھڑن تختہ کیا اور وہ گیارہ سال تک بلاشرکتِ غیرے ملک کے سیاہ و سفید کے مالک رہے۔ ان کے خلاف بھی ایم آر ڈی کی تحریک چلی اور سندھ میں اتنے سنگین حالات پیدا ہوئے کہ پروفیسر غفور اور مولانا نورانی جیسے سیاست دان یہ کہتے نظر آئے کہ دیہی سندھ میں مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ بالآخر جنرل ضیاء الحق کا طیارہ تباہ ہوگا۔ طیارے کے اس حادثے میں اسٹیبلشمنٹ کے لوگ ہی ملوث تھے، اس لیے کہ جنرل ضیاء الحق کے طیارے تک عام لوگوں کی رسائی نہیں تھی اور وہ جنرل ضیاء الحق کے طیارے میں دھماکہ خیز مواد نہیں رکھ سکتے تھے۔

12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز نے میاں نواز شریف کے خلاف بغاوت کی اور جنرل پرویز بھی دس سال تک مزے سے حکومت کرتے رہے۔ وہ وردی کو اپنی کھال کہا کرتے تھے، مگر اسٹیبلشمنٹ کی داخلی کشمکش کی وجہ سے جنرل پرویز کو اپنی یہ کھال اتارنی پڑی۔ جنرل پرویز کے خلاف وکلا نے ملک گیر تحریک چلائی، مگر اس تحریک کی پشت پر جنرل کیانی موجود تھے۔ اُن کی حمایت کے بغیر یہ تحریک نہ برپا ہو سکتی تھی، نہ کامیاب ہو سکتی تھی۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ آخر پاکستانی جرنیلوں اور سیاست دانوں کے درمیان تصادم کیوں ہوتا ہے؟

پاکستانی جرنیلوں اور سیاست دانوں کے درمیان تصادم کی ایک وجہ جرنیلوں کا ''تصورِ ذات'' ہے، اس تصورِ ذات کے دائرے میں جرنیل ''فرشتے'' ہیں، آسمان سے اتری ہوئی ''مخلوق'' ہیں۔ وہ پاکستان کے ''مالک'' ہیں، وہ پاکستان کے نظریے اور خود پاکستان کے ''محافظ'' ہیں۔ جنرل ایوب نے مارشل لا تو 1958ء میں لگایا مگر وہ 1954ء سے امریکہ سے رابطے میں تھے۔ وہ خفیہ مراسلوں کے ذریعے امریکیوں کو بتا رہے تھے کہ پاکستانی سیاسی رہنما نااہل

ہیں اور وہ ملک کو تباہ کر دیں گے۔ جنرل ایوب امریکیوں کو بتا رہے تھے کہ فوج سیاست دانوں کو ملک تباہ کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ جنرل ایوب کی ہی ''مراسلت'' جنرل ایوب کے تصورِ ذات کا ایک اظہار تھی۔ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح نے جنرل ایوب کے خلاف صدارتی انتخاب لڑنے کا اعلان کیا تو جنرل ایوب نے ملک کے اخبارات میں آدھے آدھے صفحے کے ایسے اشتہار شائع کرائے، جن میں بانیِ پاکستان کی بہن اور مادرِ ملّت کو ''بھارتی ایجنٹ'' قرار دیا گیا تھا۔ یہ اشتہارات بھی پاکستانی جرنیلوں کے تصورِ ذات کا اظہار تھے اور بتا رہے تھے کہ پاکستانی جرنیل بانیانِ پاکستان سے بھی زیادہ محبِ وطن ہیں۔ بانیانِ پاکستان تو بھارتی ایجنٹ ہو سکتے ہیں مگر جرنیل ہرگز ہرگز بھی غیر ملکی ایجنٹ نہیں ہو سکتے، حالانکہ پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ یہ جنرل ایوب تھے جنھوں نے پاکستان کو امریکہ کی طفیلی ریاست بنایا، یہ جنرل ایوب تھے جنھوں نے سیٹو اور سینٹو کی رکنیت حاصل کی، یہ جنرل ایوب تھے جنھوں نے پاکستان کے دفاع کو پاکستان مرکز بنانے کے بجائے امریکہ مرکز بنایا، یہ جنرل ایوب تھے جنھوں نے پاکستان کو غیر ملکی قرضوں کے نشے کا عادی بنایا، یہ جنرل ایوب تھے جنھوں نے امریکہ کو سوویت یونین کی جاسوسی کے لیے بڈھ بیر میں خفیہ ہوائی اڈا فراہم کیا۔ جنرل ایوب کی یہ پالیسیاں پاکستان سے غداری کی مترادف تھیں، جنرل ایوب کو خود بھی اس بات کا احساس تھا کہ انھوں نے پاکستان کو امریکہ کی غلام ریاست میں ڈھال دیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے الطاف گوہر سے ''فرینڈز ناٹ ماسٹر'' کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کروائی جو جنرل ایوب کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں جنرل ایوب نے تاثر دیا کہ پاکستان امریکہ کا ''دوست'' ہے ''غلام'' نہیں۔ جنرل ایوب اتنے جاہل تھے کہ انھیں یہ تک معلوم نہ تھا کہ دوستی برابر کے لوگوں یا برابر کی ریاستوں میں ہوتی ہے۔

بدقسمتی سے جرنیلوں کا صرف ایک ''تصورِ ذات'' ہی نہیں ہے، ان کا ایک ''تصورِ سیاست دان'' بھی ہے۔ یہ تصورِ سیاست دان بھی جرنیلوں اور سیاست دانوں کے درمیان تصادم کا باعث ہے۔ جرنیلوں کا تصورِ سیاست دان یہ ہے کہ سیاست دان نااہل ہوتے ہیں، وہ جدید ریاست کے معاملات کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ پھر جرنیلوں کی سیاست دانوں کے بارے میں یہ رائے بھی ہے کہ سیاست دان بدعنوان ہوتے ہیں۔ میاں نواز شریف اور آصف علی زرداری جیسے سیاست دانوں نے جرنیلوں کی اس رائے کو اور بھی پختہ کیا ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے سیاست دان خود کرپٹ نہیں بن گئے، انھیں جرنیلوں نے بھی کرپٹ بنایا ہے۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے گیارہ سال دورِ حکومت میں سیاست دانوں اور صنعت کاروں کے 200 ارب روپے سے زائد کے قرضے معاف کرائے۔ جنرل پرویز کے دور میں بھی یہ کہانی دہرائی گئی۔

جرنیلوں اور سیاست دانوں میں تصادم کا ایک سبب جرنیلوں کی ''ہم'' اور ''وہ'' کی نفسیات ہے۔ اس نفسیات

کے دائرے میں جرنیل ''ہم'' ہیں اور سیاست دان کیا پوری قوم ''وہ'' ہے۔ اس نفسیات کے تحت جرنل ''برہمن'' ہیں، اور سیاست دان اور تمام عام لوگ ''شودر''۔ اس نفسیات کے مطابق جرنیل ''آقا'' ہیں اور سیاست دان اُن کے ''غلام''۔ جرنیل ''حب الوطنی'' کا استعارہ ہیں اور سیاست دان ''غداری'' کی علامت۔ ہم اور وہ کے دائرے میں جرنیل ''اہل'' ہیں اور سیاست دان ''نااہل''۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو برہمنوں اور غلاموں میں آویزش کا برپا ہونا فطری بات ہے۔ محبِّ وطن عناصر اور غداروں کے مابین کشمکش برپا ہونا قابلِ فہم ہے۔ اہلوں اور نااہلوں کے درمیان فاصلوں کا ہونا یقینی ہے۔

پاکستان کی تاریخ بتاتی ہے کہ پاکستانی جرنیل سیاست دانوں کے سلسلے میں ''استعمال کروں اور پھینکو'' کے فلسفے پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ بھٹو جنرل ایوب کی کابینہ کا حصہ تھے اور جنرل ایوب کو ''ڈیڈی'' کہا کرتے تھے لیکن پھر ایک وقت وہ آیا کہ بھٹو نے نعرہ لگایا کہ وہ جنرل ایوب اور بھارتی وزیراعظم شاستری کے درمیان ہونے والے معاہدۂ تاشقند کے رازوں سے آگاہ ہیں اور انھیں افشا کر کے جنرل ایوب کی لٹیا ڈبو دیں گے۔ ایک وقت تھا کہ میاں نواز شریف جنرل ضیاء الحق کو اپنا روحانی باپ کہا کرتے تھے، لیکن پھر ایک وقت وہ آیا کہ جرنیلوں کے لیے نواز شریف کی افادیت باقی نہ رہی، چنانچہ جرنیلوں اور میاں نواز شریف کے درمیان کشمکش کا آغاز ہو گیا۔

پاکستانی جرنیلوں کی تاریخ یہ ہے کہ وہ سیاست دانوں کی عزتِ نفس کو شعوری طور پر مجروح کرتے ہیں۔ عزتِ نفس پالتو کتوں کی بھی ہوتی ہے اور اگر کتوں کا مالک کتوں کی عزتِ نفس مجروح کر دے تو کتے مالک کو کاٹ لیا کرتے ہیں۔ ہمارے دفتر میں ایک صاحب نے کتا پالا ہوا تھا۔ انھوں نے کتے کو عادت ڈالی ہوئی تھی کہ صبح اخبار والا ان کے گھر میں اخبار ڈالتا تو ان کا کتا اخبار اٹھا کر مالک کو دیتا۔ ایک دن کتے کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، چنانچہ اس نے معمول کے مطابق اخبار اٹھا کر مالک کو نہ دیا۔ مالک نے غصے میں آ کر اخبار اٹھالیا اور کتے کو ایک لات بھی رسید کر دی۔ مالک آ کر اخبار پڑھنے لگا۔ اچانک کتا اٹھا اور اس نے دوڑ کر اپنے مالک کے پاؤں میں کاٹ کر حساب برابر کر دیا۔

ملک کے معروف صحافی ضیا شاہد نے میاں نواز شریف پر لکھی گئی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دن جنرل جیلانی نے ایک پارٹی کا اہتمام کیا۔ پارٹی میں معروف لوگوں کے ساتھ ساتھ میاں نواز شریف بھی مدعو تھے۔ اچانک جنرل جیلانی اٹھے اور انھوں نے ایک بیرے کے سر سے ٹوپی اتار کر میاں نواز شریف کے سر پر رکھ دی، مگر میاں صاحب خاموش رہے، یہاں تک کہ انھوں نے سر سے بیرے کی ٹوپی بھی نہ اتاری۔ نواب اکبر بگٹی ساری زندگی وفاق اور اسٹیبلشمنٹ کے زیرِ سایہ سیاست کرتے رہے مگر جرنیلوں نے اُن کی اتنی توہین کی کہ وہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ عمران خان کو بھی جرنیل ہی اقتدار میں لائے تھے مگر جنرل باجوہ نے عمران خان کی اتنی توہین کی کہ اب عمران

خان جنرل باجوہ کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

یہ بات تاریخ کے ریکارڈ پر ہے کہ پاکستانی سیاست دانوں کی اخلاقی ساکھ صفر ہے۔ بھٹو صاحب عوام میں مقبول تھے۔ وہ شعلہ بیان مقرر تھے، انھوں نے ''روٹی، کپڑا اور مکان'' کے نعرے کے ذریعے عوام پر جادو کر دیا تھا۔ چنانچہ بھٹو صاحب نے محرومِ اقتدار ہونے سے پہلے فرمایا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے۔ مگر جنرل ضیاء الحق نے اقتدار پر قبضہ کر کے ثابت کر دیا کہ بھٹو کی کرسی مضبوط نہیں تھی۔ بھٹو صاحب سے یہ فقرہ بھی منسوب ہوا کہ ''اگر مجھے کچھ ہوا تو ہمالہ روئے گا اور سندھ میں خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ مگر بھٹو پھانسی پر لٹک گئے، اس کے ردِ عمل میں نہ ہمالہ رویا نہ سندھ خون میں خون کی ندیاں بہیں۔ دیہی سندھ میں چھوٹے موٹے مظاہرے ہوئے، چند لوگوں نے خود سوزی کر لی، اللہ اللہ خیر صلاّ۔ اس سے ثابت ہوا کہ لوگ بھٹو کو ووٹ دے سکتے تھے، نوٹ دے سکتے تھے مگر بھٹو کی اخلاقی ساکھ ایسی نہیں تھی کہ لوگ ان کے لیے گولی کھائیں اور جان دیں۔ جنرل پرویز نے 12 اکتوبر 1999ء کو میاں نواز شریف کا تختہ الٹا تو میاں نواز شریف کے پاس قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت تھی، مگر اُن کی اقتدار سے محرومی کے خلاف کہیں اور کیا پنجاب اور لاہور میں بھی کوئی مظاہرہ نہ ہوا۔ ان کی برطرفی کے بعد کراچی میں مشاہد اللہ کی قیادت میں ڈیڑھ درجن لوگوں کا ایک مظاہرہ ہوا۔ اس سے بھی یہی بات معلوم ہوئی کہ میاں نواز شریف کو لوگ ووٹ اور نوٹ تو دے سکتے ہیں مگر ان کی اخلاقی ساکھ ایسی نہیں کہ لوگ ان کے لیے فوجیوں سے ڈنڈے کھائیں اور ان کے لیے جان دیں۔

کراچی میں الطاف حسین اور ایم کیو ایم کے خلاف فوجی آپریشن شروع ہوا تو الطاف حسین ہر پانچ منٹ بعد فون کر کے پوچھ رہے تھے کہ کراچی میں فوج کے خلاف مزاحمت شروع ہوئی یا نہیں؟ انھیں بتایا جا رہا تھا کہ کہیں کچھ نہیں ہو رہا۔ نائن زیرو پر تین، چار ہزار لوگ جمع تھے مگر جیسے ہی وہاں فوج آئی، وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ الطاف حسین کراچی میں کتنا مشہور تھے، ان کی ایک آواز پر لاکھوں کا مجمع خاموش ہو جاتا تھا، مگر فوجی آپریشن سے ثابت ہوا کہ لوگ الطاف حسین کو نوٹ اور ووٹ دے سکتے ہیں مگر ان کی اخلاقی ساکھ ایسی نہیں کہ لوگ ان کے لیے جان دیں اور ریاست کی مزاحمت کریں۔ عمران خان بھی عوام میں بے انتہا مقبول ہیں۔ ایک ملک گیر سروے کے مطابق انھیں پاکستان کے 61 فیصد لوگوں کی حمایت حاصل ہے، جب کہ نواز شریف 34 فیصد پر کھڑے ہیں، مگر اپنی تمام تر مقبولیت کے باوجود نہ عمران خان اسلام آباد پر یلغار کے لیے لاکھوں لوگوں کو نکال سکے، نہ ان کی ''جیل بھرو تحریک'' میں کوئی جان تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگ عمران خان کو ووٹ اور نوٹ تو دے سکتے ہیں مگر ان کے لیے ڈنڈے اور گولی نہیں کھا سکتے، اس لیے عمران خان کی اخلاقی ساکھ بھی ایسی نہیں کہ لوگ ان کے لیے کٹ مریں۔

یہاں کہنے کی اصل بات یہ ہے کہ جرنیلوں کو سیاست دانوں کی اس کمزوری کا علم ہے، چنانچہ وہ پوری بے خوفی کے ساتھ سیاست دانوں کے خلاف اقدام کرتے ہیں۔ آپ نے ترکی میں دیکھا کہ طیب اردوان کے خلاف فوج نے بغاوت کی، اور طیب اردوان کی ایک اپیل پر ہزاروں لوگ گھروں سے نکل آئے اور ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے۔ چنانچہ فوجی بغاوت ناکام ہوگئی اور بغاوت کرنے والوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ ایسا اس لیے ہوا کہ اردوان کی اخلاقی ساکھ ایسی تھی کہ لوگ انہیں ووٹ اور نوٹ بھی دیتے ہیں اور ان کے لیے جان بھی دے سکتے ہیں۔

جرنیلوں اور سیاست دانوں کے درمیان اس لیے بھی آویزش پیدا ہوتی ہے کہ سیاست دان احتساب سے بالاتر نہیں، مگر جرنیل احتساب سے بالاتر ہیں۔ جرنیل آئین معطل کر دیں تو کوئی اور کیا سپریم کورٹ بھی ان سے احتساب نہیں کر پاتی۔ یہاں تک کہ جنرل یحییٰ نے 1971ء میں ملک توڑ دیا اور حمود الرحمٰن کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ان کے کورٹ مارشل کی سفارش کی، مگر جنرل یحییٰ پوری تکریم کے ساتھ زندہ رہے اور پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفنائے گئے۔ جنرل پرویز کو ایک ماتحت عدالت نے غداری کے مقدمے میں سزا سنائی مگر جرنیلوں نے عدالتِ عالیہ کے ذریعے یہ سزا ختم کرادی۔ جرنیلوں اور سیاست دانوں کے درمیان یہ فرق ان کے باہمی تعلق کو متاثر کر کے ان کے درمیان کشمکش اور تصادم کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ یہ بات بھی تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ جرنیل، سیاست دانوں کی کامیابی کو اپنے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور ان کی ناکامیوں کو Own کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، اس سے بھی فریقین کے تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں۔

(مطبوعہ: فرائیڈے اسپیشل، 17 تا 23 مارچ، 2023ء۔ شمارہ: 11)

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

کہانی: مولانا ابوالکلام آزادؒ
تلخیص: حبیب الرحمٰن بٹالوی

درسِ وفا

بغداد میں آج کل جس طرح حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی بزرگی و درویشی کی شہرت ہے اُسی طرح ابن ساباط کی چوری اور عیاری بھی مشہور ہے۔ پہلی شہرت نیکی کی ہے دوسری بدی کی۔ دنیا میں بدی، نیکی کی ہر چیز کی طرح، اُس کی شہرت کا بھی مقابلہ کرنا چاہتی ہے اگر چہ نہیں کر سکتی۔

دس برس سے ابنِ ساباط مدائن کی جیل میں قید ہے اس دس برس کے اندر کتنے ہی نئے ابنِ ساباط پیدا ہو گئے مگر پرانے ابن ساباط کی شہرت کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ بغداد والوں کی بول چال میں وہ ''جرائم کا شیطان اور برائیوں کا عفریت تھا۔

ابنِ ساباط کے خاندانی حالات عوام کو بہت کم معلوم ہیں جب وہ پہلی مرتبہ سوق النجارین میں چوری کرتا ہوا گرفتار ہوا تو کوتوالی میں اس کے حالات کی تفتیش کی گئی۔ معلوم ہوا یہ بغداد کا باشندہ نہیں ہے۔ اس کے ماں باپ طوس سے ایک قافلہ کے ساتھ آرہے تھے۔ راہ میں بیمار پڑے اور مر گئے۔ قافلہ والوں کو رحم آیا اور اپنے ساتھ بغداد پہنچا دیا۔ یہ اب سے دو برس پیشتر کی بات ہے۔ یہ دو برس اس نے کہاں اور کیوں کر بسر کیے؟ اس کا حال کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ گرفتاری کے وقت اُس کی عمر پندرہ سولہ برس کی تھی۔ کوتوالی کے چبوترے پر لٹا کر تازیانے مارے گئے اور چھوڑ دیا گیا۔

اس پہلی سزا نے اس کی طبیعت پر کچھ عجیب طرح کا اثر ڈالا۔ اور اب تک ایک ڈرا سہا کم سن لڑکا تھا۔ اب اچانک ایک دلیر اور بے باک مجرم کی رُوح اُس کے اندر پیدا ہو گئی۔ گویا اُس کی تمام شقاوتیں اپنے ظہور کے لیے تازیانے کی ضرب کی منتظر تھیں۔ مجرمانہ اعمال کے تمام بھید اور بدیوں، گناہوں کے تمام مخفی طریقے جو کبھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں گزرے تھے۔ اب اسی طرح اُس پر کھل گئے گویا ایک تجربہ کار اور مشّاق مجرم کا دماغ اُس کے سر میں اتار دیا گیا۔ اب وہ چھوٹی چھوٹی چوریاں نہیں کرتا تھا۔ پہلی مرتبہ جب اُس نے چوری کی تھی تو دو دن کی بھوک اُسے نان بائی کی دکان پر لے گئی تھی۔ لیکن اب وہ بھوک سے بے بس ہو کر نہیں بلکہ جرم کے ذوق سے وارفتہ ہو کر چوری کرتا تھا۔ اس لیے اُس کی نگاہیں نان بائی کی روٹیوں پر نہیں بلکہ صرافوں کی تھیلیوں اور سوداگروں کے ذخیروں پر پڑتی تھیں۔

کچھ دنوں کے بعد جب ابن ساباط کی دراز دستیاں حد سے بڑھ گئیں تو حکومت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ

ہوئی۔ آخر ایک دن گرفتار کر لیا گیا۔ اب یہ ایک کم سن لڑکا نہ تھا شہر کا سب سے بڑا چور تھا۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ ایک ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ فوراً تعمیل ہوئی اور جلاد نے ایک ہی ضرب میں اس کا پہنچا الگ کر دیا۔

ابن ساباط کے ہاتھ کا کٹنا، کٹنا نہ تھا بلکہ سیکڑوں نئے ہاتھوں کو اُس کے شانے سے جوڑ دینا تھا۔ معلوم ہوتا ہے دنیا کے سارے شیطان اور عفریت اس واقعہ کے انتظار میں تھے۔ جوں ہی اُس کا ہاتھ کٹا، انھوں نے اپنے سیکڑوں ہاتھ اُس کے حوالے کر دیئے۔ اب اُس نے عراق کے تمام چور اور عیار جمع کر کے اپنا اچھا خاصہ جتھا بنالیا اور ساز و سامان کے ساتھ لوٹ مار شروع کر دی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اُس کے دلیرانہ حملوں نے تمام عراق میں تہلکہ مچادیا۔ وہ قافلوں پر حملے کرتا، دیہاتوں میں ڈاکے ڈالتا، محل سراؤں میں نقب لگاتا، سرکاری خزانے لوٹ لیتا اور پھر یہ سب کچھ اس ہوشیاری اور فرزانگی کے ساتھ کرتا کہ اُس پر یا اُس کے ساتھیوں پر کوئی آنچ نہ آتی۔ مگر ظاہر ہے یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی تھی؟ آخر وہ وقت آ گیا کہ ابن ساباط تیسری مرتبہ قانون کے پنجے میں گرفتار ہو جائے۔ ایک موقعہ پر جب اُس نے اپنے تمام ساتھیوں کو بحفاظت نکال دیا تھا اور خود نکل بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا۔ حکومت کے سپاہی پہنچ گئے اور گرفتار کر لیا۔ اس مرتبہ وہ ایک رہزن اور ڈاکو کی حیثیت میں گرفتار ہوا تھا اس کی سزا قتل تھی۔ ابن ساباط نے جب دیکھا کہ جلاد کی تلوار سر پر چمک رہی ہے تو اس کے مجرمانہ خصائل نے اچانک ایک دوسرا رنگ اختیار کر لیا۔ وہ تیار ہو گیا کہ اپنے بچاؤ کے لیے اپنے ساتھیوں کی جانیں قربان کر دے۔ اُس نے عدالت سے کہا، اگر اُسے قتل کی سزا نہ دی جائے تو وہ اپنے جتھے کے تمام چور گرفتار کرا دے گا۔ عدالت نے منظور کر لیا اس طرح ابن ساباط خود تو قتل سے بچ گیا لیکن اُس کے سو سے زیادہ ساتھی اُس کی نشان دہی پر موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ ابن ساباط کو دس برس کی قید کی سزا سنائی گئی۔

گرمیوں کا موسم ہے، آدھی رات گزر چکی ہے، مہینہ کی آخری راتیں ہیں، بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ آراستہ ہے مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہے۔ دجلہ کے پار کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہے۔

اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوتی، سیاہ لبادے میں ایک لپٹا ہوا آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جا رہا ہے۔ وہ ایک گلی سے مُڑ کر دوسری گلی میں پہنچا اور ایک مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ یہ خوفناک ابن ساباط ہے جو دس برس کی طول طویل زندگی قید خانہ میں بسر کر کے اب کسی طرح نکل بھاگا ہے اور نکلنے کے ساتھ ہی اپنا قدیم پیشہ از سرِ نو شروع کر رہا ہے۔ یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہے اس لیے وقت کے بے نتیجہ ضائع جانے پر اُس کا بے صبر دل پیچ و تاب کھا رہا ہے اُس نے ہر طرف کی آہٹ لی زمین سے کان لگا کر دُور دُور کی صداؤں

کا جائزہ لیا اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا کچھ دُور چل کر اس نے دیکھا کہ ایک احاطہ کی دیوار دُور تک چلی گئی ہے اور وسط میں بہت بڑا پھاٹک ہے۔ کرخ کے اس علاقہ میں زیادہ تر امراء کے باغ تھے یا سوداگروں کے گودام تھے۔ اس نے خیال کیا یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہے یا کسی سوداگر کا گودام۔ وہ پھاٹک کے پاس پہنچ کر رُک گیا اور سوچنے لگا، اندر کیونکر جائے؟ اُس نے آہستگی سے دروازہ پر ہاتھ رکھا لیکن اُسے نہایت تعجب ہوا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا، صرف بھڑا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ کے اندر ابن ساباط کے قدم احاطہ کے اندر پہنچ گئے۔

اُس نے دہلیز سے قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں ایک نسبتاً بڑی عمارت تھی۔ یہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا۔ عجیب بات ہے کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہ تھا۔ چھوتے ہی کھل گیا۔ گویا وہ کسی کی آمد کا منتظر تھا یہ ایک ایسی بے باکی کے ساتھ جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدموں میں ہو سکتی ہے اندر چلا گیا۔ اندر جا کر دیکھا تو ایک وسیع ایوان (ہال) تھا لیکن سامان راحت و زینت میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ قیمتی اشیاء کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف ایک کھجور کے پتوں کی پُرانی چٹائی بچھی تھی اور ایک طرف چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا۔ البتہ ایک گوشہ میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے بہت سے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے گویا کسی نے جلدی میں پھینک دیئے ہیں اور ان کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں پڑی تھیں۔ اُس نے مکان کی موجودات کا یہ پورا جائزہ کچھ تو اپنی اندھیرے میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لے لیا تھا اور کچھ اپنے ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر لیکن اُس کا ہاتھ ایک ہی تھا۔ یہ بغداد والوں کی بول چال میں ایک ہاتھ کا شیطان تھا۔ جواب پھر قید و بند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گیا ہے۔

اُس نے اپنے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کی ٹٹول ٹٹول کر پیائش کی بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایک تھان کے اٹھانے کے لیے گن کر وس گدھے ساتھ لانے چاہیں۔

لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ رات جا رہی تھی، اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جاتی اُس نے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اُسے فرش پر بچھا دیا پھر کوشش کی زیادہ سے زیادہ تھان جو اٹھائے جا سکتے ہیں اٹھالے مشکل یہ تھی کہ مال کم قیمت مگر بہت زیادہ وزنی تھا کم لیتا ہے تو بیکار ہے زیادہ لیتا ہے تو لیجا نہیں سکتا عجیب طرح کی کش مکش میں گرفتار تھا۔ اچانک وہ چونک اٹھا۔ اُس کی تیز قوت سماعت نے کسی کے قدموں کی نرم آہٹ محسوس کی ایک لمحہ تک خاموش رہی پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی دروازہ کے پاس کھڑا ہے ابن ساباط گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے، دروازہ کھلا اور روشنی نمایاں ہوئی خوف اور دہشت سے اُس کا خون منجد ہو گیا جہاں کھڑا تھا وہیں قدم گڑ گئے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک شخص کھڑا ہے اس کے ایک ہاتھ میں شمع دان ہے اور اُسے اس

طرح اونچا کر رکھا ہے کہ کمرے کے تمام حصے روشن ہو گئے ہیں۔

چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کیے ابن ساباط کو دیکھتا رہا۔ پھر اس طرف آگے بڑھا۔ گویا اُسے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ چکا ہے اُس کے چہرہ پر ہلکا سا زیرلب تبسم تھا۔ ایسا دلآویز اور شیریں تبسم کی موجودگی انسانی روح کے سارے اضطراب اور خوف دُور کر سکتی ہے۔ اُس نے شمعدان ایک طرف رکھ دیا اور ایک ایسی آواز میں جو شفقت و ہمدردی میں ڈوبی ہوئی تھی ابن ساباط سے کہا: ''میرے دوست! تم پر خدا کی سلامتی ہو جو کام تم کرنا چاہتے ہو یہ بغیر روشنی اور ایک رفیق کے انجام نہیں پاسکتا دیکھو یہ شمع روشن ہے اور میں تمہاری رفاقت کے لیے موجود ہوں روشنی میں ہم دونوں اطمینان اور سہولت کے ساتھ یہ کام انجام دے لیں گے۔

وہ ایک لمحہ کے لیے رُکا جیسے کچھ سوچنے لگا ہے پھر اُس نے کہا مگر میں دیکھتا ہوں تم بہت تھک گئے ہو تمہاری پیشانی پسینہ سے تر ہو رہی ہے۔ یہ گرم موسم بند کمرہ تاریکی اور تاریکی میں ایسی سخت محنت افسوس انسان کو اپنے رزق کے لیے کیسی کیسی زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں دیکھو یہ چٹائی بچھی ہے یہ چمڑے کا تکیہ ہے میں اسے دیوار کے ساتھ لگا دیتا ہوں اُس نے تکیہ دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا بس ٹھیک ہے اب تم اطمینان کے ساتھ ٹیک لگا کر یہاں بیٹھ جاؤ اور اچھی طرح سستا لو اتنی دیر میں میں تمہارا ادھورا کام پُورا کیے دیتا ہوں۔

اُس نے یہ کہا اور ابن ساباط کے کاندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اُسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ پھر جب اُس کی نظر دوبارہ اُس کی عرق آلود پیشانی پر پڑی تو اُس نے اپنی کمر سے رُومال کھولا اور اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھ ڈالا۔ صورت حال کے یہ تمام تغیرات اس تیزی سے ظہور میں آئے کہ ابن ساباط کا دماغ مختل ہو کر رہ گیا۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکا کہ معاملہ کیا ہے ایک مدہوش اور بے ارادہ آدمی کی طرح اس نے اجنبی کے اشارہ کی تعمیل کی اور چٹائی پر بیٹھ گیا۔ اب اُس نے دیکھا کہ واقعی اجنبی نے کام شروع کر دیا ہے۔ اُس نے پہلے وہ گٹھڑی کھولی جو ابن ساباط نے باندھنی چاہی تھی مگر نہیں بند سکی تھی پھر وہ تھان کھول کر بچھا دیئے اور جس قدر بھی تھان موجود تھے اُن سب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر اچانک اُسے کچھ خیال آیا۔ اُس نے اپنی عَبَا رُاتار ڈالی اور اسے بھی گٹھڑی کے اندر رکھ دیا۔

اب وہ اٹھا اور ابن ساباط کے قریب گیا:۔

میرے دوست تمہارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں ہو بلکہ بھوکے بھی ہو بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ پی لو اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں۔ اُس نے کہا جبکہ اُس کے پرشکوہ چہرہ پر بدستور مسکراہٹ کی دلآویزی موجود تھی ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی قلب کے تمام اضطراب محو نہ ہو جائیں! قبل اس کے ابن ساباط جواب دے وہ تیزی کے ساتھ لوٹا اور باہر نکل گیا۔

اجنبی کی ہستی اور اُس کا طور طریقہ ایسا عجیب وغریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا ابن ساباط کو تحیر وتأثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اجنبی کی شخصیت کی تاثیر سے اس کی دماغی شخصیت مغلوب ہوگئی تھی لیکن اب وہ تنہا ہوا تو آہستہ آہستہ اُس کا دماغ اپنی اصل حالت پر واپس آنے لگا یہاں تک کہ تمام دماغی خصائل پوری طرح اُبھر آئے اور وہ اُسی روشنی میں معاملات کو دیکھنے لگا جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ سے عادی تھا۔ اس نے اپنے دل میں کہا یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں ہے۔ مکان کا مالک کبھی چوروں کا استقبال نہیں کیا کرتا۔

مگر پھر یہ شخص ہے کون؟

اچانک ایک نیا خیال اُس کے اندر پیدا ہوا۔ وہ ہنسا ’’استغفر اللہ‘‘ میں بھی کیا احمق ہوں یہ بھی کوئی سوچنے اور حیران ہونے کی بات تھی معاملہ بالکل صاف ہے۔ تعجب ہے مجھے پہلے کیوں خیال نہیں ہوا یقیناً یہ بھی کوئی میرا ہی ہم پیشہ آدمی ہے اور اسی نواح میں رہتا ہے اتفاقات نے آج ہم دونوں چوروں کو ایک ہی مکان میں جمع کر دیا ہے۔ چونکہ یہ اسی نواح کا آدمی ہے اس لیے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہوگا۔ اسے معلوم ہوگا کہ آج مکان رہنے والوں سے خالی ہے اور بہ اطمینان کام کرنے کا موقعہ ہے اسی لیے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے کر آیا لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہوگیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حقدار بن جائے۔

وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور اجنبی ایک لکڑی کا بڑا پیالہ ہاتھ میں لیے نمودار ہوگیا۔

یہ لو! میں تمہارے لیے دودھ لے آیا ہوں اسے پی لو یہ بھوک اور پیاس دونوں کے لیے سفید ہوگا اُس نے کہا اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا۔ بلا تائل منہ کو لگا لیا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا۔

اب اُسے معاملہ کی فکر ہوئی اتنے دیر کے وقفہ نے اس کی طبیعت بحال کر دی تھی۔

دیکھو! اگر چہ میں تم سے پہلے یہاں پہنچ چکا تھا اور ہاتھ لگا چکا تھا اس لیے ہم لوگوں کے قاعدہ کے بموجب تمہارا کوئی حق نہیں لیکن تمہاری مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تائل نہیں کہ تمہیں بھی اس مال میں شریک کرلوں اگر تم پسند کرو گے تو میں ہمیشہ کے لیے تم سے معاملہ کرلوں گا۔ لیکن دیکھو یہ میں کہہ دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے اُس میں تم برابر کا حصہ نہیں پاسکتے کیونکہ دراصل آج کا کام میرا ہی کام تھا اُس نے صاف آواز میں کہا اُس کی آواز میں اب تأثر نہیں تھا تحکم تھا۔

بے وقوف چپ کیوں ہے: یہ نہ سمجھنا کہ دودھ کا ایک پیالہ پلا کر اور چکنی چپڑی باتیں کر کے تم مجھے احمق بنا لو گے تم نہیں جانتے میں کون ہوں؟ مجھے کوئی احمق نہیں بنا سکتا میں ساری دنیا کو احمق بنا چکا ہوں۔ بولو اس پر راضی ہو یا نہیں اگر نہیں ہو تو ......

لیکن ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اجنبی کے لب متحرک ہوئے اب بھی اُس کے لبوں سے اس کی

مسکراہٹ نہیں ہٹی تھی ۔میرے عزیز دوست کیوں بلا وجہ اپنی طبیعت آرزدہ کرتے ہو؟
آ ؤ یہ کام جلد نپٹا لیں جو ہمارے سامنے ہے۔دیکھو میں نے دو گٹھڑیاں باندھ لی ہیں۔ایک چھوٹی ہے، ایک بڑی تمہارا ایک ہاتھ سے اس لیے تم زیادہ بوجھ نہیں سنبھال سکتے لیکن میں دونوں ہاتھوں سے سنبھال لوں گا۔چھوٹی گٹھڑی تم اٹھالو بڑی میں اٹھالیتا ہوں۔باقی رہا میرا حصہ جس کے خیال سے تمہیں اتنی آزردگی ہوئی ہے تو میں بھی نہیں چاہتا اس وقت اس کا فیصلہ کراؤں۔

تم نے کہا ہے کہ......تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے معاملہ کر سکتے ہو مجھے بھی ایسا ہی معاملہ پسند ہے میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے معاملہ کو لو۔

''ہاں: اگر یہ بات ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے تمہیں ابھی معلوم نہیں میں کون ہوں: پورے ملک میں تمہیں مجھ سے بہتر کوئی سردار نہیں مل سکتا''۔

اس نے بڑی گٹھڑی اٹھانے میں اجنبی کو مدد دیتے ہوئے کہا۔

یہ گٹھڑی اس قدر بھاری تھی کہ ابن ساباط اپنی حیرانی نہ چھپا سکا۔وہ اگرچہ اپنے نئے رفیق کی زیادہ جرات افزائی کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔پھر بھی اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔

دوست! تم دیکھنے میں تو بڑے دبلے پتلے ہو لیکن بوجھ اٹھانے میں بڑے مضبوط نکلے ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں کہا یہ جتنا مضبوط ہے اتنا عقل مند نہیں ہے ورنہ اپنے حصے سے دست بردار نہ ہو جاتا اگر آج یہ احمق نہ ملی جاتا تو مجھے سارا مال چھوڑ کر صرف ایک دو تھانوں پر قناعت کر لینی پڑتی۔

اب ابن ساباط نے اپنی گٹھڑی اٹھائی جو بہت ہی ہلکی تھی اور دونوں باہر نکلے اجنبی کی پیٹھ جس میں پہلے سے خم موجود تھا۔اب گٹھڑی کے بوجھ سے بالکل ہی جھک گئی تھی رات کی تاریکی میں اتنا اتنا بھاری بوجھ اٹھا کر چلنا نہایت دشوار تھا جسم کمزور اور تھکا ہوا بوجھ بے حد بھاری اجنبی سنبھل نہ سکا اور بے اختیار گر پڑا ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اوپر سے ایک سخت لات پڑی ابن ساباط کی لات تھی۔اُس نے غضبناک ہو کر کہا ''اگر اتنا بوجھ سنبھال نہیں سکتا تھا تو لاد کر لایا کیوں؟ اجنبی ہانپتا ہوا اٹھا اُس کے چہرہ پر درد و نقاہت کی جگہ شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔اس نے فوراً گٹھڑی اٹھا کر پیٹھ پر رکھی اور پھر روانہ ہو گیا۔

اب یہ دونوں شہر کے کنارے ایک ایسے حصہ میں پہنچ گئے جو بہت ہی کم آباد تھا یہاں ایک ناتمام عمارت کا پرانا اور شکستہ احاطہ تھا ابن ساباط اس احاط کے جانب پہنچ کر رُک گیا اور اجنبی سے کہا یہیں بوجھ اتار دو پھر کود کر اندر گیا اور اجنبی نے باہر سے دونوں گٹھڑیاں اندر پھینک دیں اس کے بعد اجنبی بھی کود کر اندر ہو گیا اور دونوں عمارت کے اندرونی حصہ میں پہنچ گئے۔یکا یک اجنبی بڑھا اور ابن ساباط کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا میرے دوست اور رفیق اجنبی

نے اپنی اسی دلنواز اور شیریں آواز میں جو دو گھنٹہ پہلے ابن ساباط کو بے خود کر چکی تھی کہنا شروع کیا۔

''میں نے اپنی خدمت پوری کر لی ہے اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اس کام کے کرنے میں مجھ سے جو کمزوری اور سُستی ظاہر ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے بار بار تمہیں پریشاں خاطر ہونا پڑا اس کے لیے میں بہت شرمندہ ہوں اور تم سے معافی چاہتا ہوں مجھے امید ہے تم معاف کر دو گے۔

اس دنیا میں ہماری کوئی بات بھی خدا کے کاموں سے اس قدر ملتی جلتی نہیں ہے جس قدر یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کر دیں اور بخش دیں لیکن قبل اس سے کہ میں وہ نہیں ہوں جو تم نے خیال کیا ہے۔ میں اسی مکان میں رہتا ہوں جہاں آج تم سے ملاقات ہوئی تھی اور تم نے میری رفاقت قبول کر لی تھی۔ میری عادت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر کے لیے اس کمرے میں جایا کرتا ہوں جہاں تم بیٹھے تھے آج آیا تو دیکھا تم اندھیرے میں بیٹھے ہو اور تکلیف اٹھا رہے ہو۔ تم میرے گھر میں عزیز مہمان تھے، افسوس میں آج اس سے زیادہ تمہاری تواضع اور خدمت نہ کر سکا۔ تم بلا تکلف اپنے رفیق کے پاس آ سکتے ہو خدا کی سلامتی اور برکت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

یہ کہا اور آہستگی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کیا اور تیزی کے ساتھ نکل کر روانہ ہو گیا۔

اجنبی خود تو روانہ ہو گیا لیکن ابن ساباط کو ایک دوسرے ہی عالم میں پہنچا دیا۔ اب وہ مبہوت اور مدہوش اس کی آنکھیں کھلی تھیں وہ اسی طرف تک رہی تھیں جس طرف سے اجنبی روانہ ہوا تھا لیکن معلوم نہیں اُسے کچھ سوجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں؟

دوپہر ڈھل چکی ہے۔ بغداد کی مسجدوں سے جوق در جوق نمازی نکل رہے ہیں۔ دوپہر کی گرمی نے امیروں کو تہ خانوں میں اور غریبوں کو دیواروں کے سائے میں بٹھا دیا تھا۔ دونوں نکل رہے ایک تفریح کے لیے دوسرا مزدوری کے لیے لیکن ابن ساباط اس وقت تک وہیں بیٹھا ہے جہاں صبح بیٹھا تھا۔ رات والی دونوں گٹھڑیاں سامنے پڑی ہیں اور اس کی نظریں اُن میں گڑی ہوئی ہیں گویا ان کی شکنوں کے اندر اپنے رات والے رفیق کو ڈھونڈ رہا ہے اس کی ساری زندگی گناہ اور سیہ کاری میں بسر ہوئی تھی۔ اُس نے انسانوں کی نسبت جو کچھ دیکھا سنا تھا۔ وہ یہی تھا کہ:

انسان خود غرضی کا پُتلا اور نفس پرستی کی مخلوق ہے۔ وہ نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے، بے رحمی سے ٹھکرا دیتا ہے۔ سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ محبت بھی کرتا ہے اور اس میں فیاضی بخشش اور قربانی کی بھی روح ہو سکتی ہے۔

لیکن اب اچانک اُس کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا، آسمان کے سُورج کی طرح محبت کا بھی ایک سورج ہے یہ جب چمکتا ہے تو رُوح اور دل کی ساری تاریکیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

اب یکا یک اس سُورج کی پہلی کرن ابن ساباط کے دل کے تاریک گوشوں پر پڑی اور وہ بہ یک دفعہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ گیا'' میں چور تھا میں اس کا مال و متاع غارت کرنا چاہتا تھا میں اسے بھی چور سمجھا اسے گالیاں

دیں، بے رحمی سے ٹھوکر لگائی مگر اُس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہر مرتبہ اس آخری سوال کا جواب سوچتا اور یہی سوال دہرانے لگتا۔

سورج ڈوب رہا تھا، بغداد کی مسجدوں کے میناروں پر مغرب کی اذان کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ابن ساباط بھی اپنے غیر آباد گوشہ میں اٹھا، چادر جسم پر ڈالی اور بغیر کسی جھجک کے باہر نکل گیا۔ اب اس کے دل میں خوف نہیں تھا کیونکہ خوف کی جگہ ایک دوسرے ہی جذبہ نے لے لی تھی۔ وہ کرخ کے اسی حصہ میں پہنچا جہاں رات گیا تھا۔ رات والے مکان کے پہچاننے میں اُسے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ مکان کے پاس ہی ایک لکڑ ہارے کا جھونپڑا تھا۔ یہ اُس کے پاس گیا اور پوچھا۔ ''یہ جو سامنے بڑا سا احاطہ ہے، اس میں کون تاجر رہتا ہے''

تاجر......؟ بوڑھے لکڑ ہارے نے تعجب کے ساتھ کہا۔ معلوم ہوتا ہے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو یہاں تاجر کہاں سے آیا۔ یہاں تو شیخ جنید بغدادیؒ رہتے ہیں۔

ابن ساباط اس نام کی شہرت سے بے خبر نہ تھا لیکن صورت آشنا نہ تھا۔ ابن ساباط مکان کی طرف چلا رات کی طرح اس وقت بھی دروازہ کھلا تھا۔ یہ بے تامّل اندر چلا گیا۔ سامنے وہی رات والا ایوان تھا۔ یہ آہستہ آہستہ بڑھا اور دروازے کے اندر نگاہ ڈالی وہی رات والی چٹائی بچھی تھی۔ رات والا تکیہ ایک جانب دھرا تھا تکیہ سے سہارا لگائے اجنبی بیٹھا تھا تیس چالیس آدمی سامنے تھے۔ واقعی اجنبی تاجر نہیں تھا شیخ جنید بغدادیؒ تھے۔

اتنے میں عشاء کی اذان ہوئی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے جب سب لوگ جا چکے تو شیخ بھی اٹھے جونہی انہوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا ایک شخص بے تابانہ بڑھا اور قدموں پر گر گیا یہ ابن ساباط تھا۔ اُس کے دل میں سمندر کا تلاطم بند تھا۔ آنکھوں میں جو کبھی تر نہیں ہوئی تھیں دجلہ کی سوتیں بھر گئی تھیں۔ آنسوؤں کا سیلاب آجائے تو پھر کون سی کثافت ہے جو باقی رہ سکتی ہے؟

شیخ نے شفقت سے اس کا سر اٹھایا یہ کھڑا ہو گیا مگر زبان نہ کھل سکی اور اب اس کی ضرورت بھی کیا تھی؟

''جب نگاہوں کی زبان کھل جاتی ہے تو منہ کی زبان کی ضرورت نہیں رہتی''۔

اس واقعہ پر کچھ عرصہ گزر چکا ہے شیخ احمد ابن ساباط کا شمار سید الطائفہ کے حلقہ ارادت کے اُن فقرا میں ہے جو سب میں پیش پیش ہیں شیخ کہا کرتے تھے:

''ابن ساباط نے وہ راہ لمحوں میں طے کر لی جو دوسرے برسوں میں نہیں طے کر سکتے''

ابن ساباط کو چالیس سال تک دنیا کی دہشت انگیز سزائیں نہ بدل سکیں۔ مگر محبت اور قربانی کے ایک لمحہ نے چور سے اہل اللہ بنا دیا

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر   شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

انور صابری مرحوم

جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ

جمالِ الٰہی جمالِ محمدؐ — ہیں آئینۂ حق خصالِ محمدؐ
بہت مختصر ہے یہ حال محمدؐ — جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ
دلَم زندہ شُد اَز وصالِ محمدؐ

انہیں کی تجلی کا پرتو ہے دُنیا — چراغ سرِ عرش ہے نور اُن کا
یہ ہے عشق کی انتہا کا تقاضا — خوشا چشم گو بنگرد مصطفٰے را
خوشا دل کہ دارد خیالِ محمدؐ

مجھے اس سے کیا کوئی سمجھے نہ سمجھے — ہے سب انبیاء اولیاء کی یہ رائے
کلامِ خدا کے یہی ہیں اشارے — خوش آں منزل و مسجد و خانقاہے
کہ در وَے بود قیل و قالِ محمدؐ

جب آتا ہے لب پر مرے نام نامی — فرشتے بھی دیتے ہیں مجھ کو سلامی
دو عالم میں افضل ہے ذاتِ گرامی — بصدق و صفا گشتہ بیچارہ جامی
غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ

یونس تحسین

امیر المؤمنین امام المتقین، خلیفۂ رابع، عادل و راشد و برحق سیدنا علی المرتضٰی سلام اللہ ورضوانہٗ علیہ

وارفتہ ہیں پروردۂ احسان علی ہیں — مجنون ہیں دم مست مریدانِ علی ہیں
اتنا ہی نہیں ہے کہ محبانِ علی ہیں — ہم لوگ غلامانِ غلامانِ علی ہیں
بوزر کے عقیدے سے ہیں قربانِ علی ہیں — سلمان کے دیوانے سلیمانِ علی ہیں
کیا سالک و مجذوب، ولی، غوث، قلندر — سب اہلِ صفا پہلے فدایانِ علی ہیں
ہم سے نہ لکھے جائیں گے دنیا کے قصیدے — ہم خاکِ نجف لوگ غزل خوانِ علی ہیں
اپنی یہی معراج ہے عزت بھی یہی ہے — ہم گشتہ بدن کِشتِ گلستانِ علی ہیں
یہ تیر یہ تلوار یہ سامانِ حرب سب — شاعر کی نگاہوں میں یہ دیوانِ علی ہیں
بیباکی، جواں مردی، جگر داری و جرأت — یہ لفظ نہیں بھائی یہ عنوانِ علی ہیں
وہ غزوۂ خیبر ہو کہ خندق ہو، اُحد ہو — میدان ہیں جتنے بھی وہ میدانِ علی ہیں
ہم عشقِ صحابہ کے علمدار ہیں تحسین — یعنی کہ ہمی اصل میں شیعانِ علی ہیں
عالم میں چنیدہ ہیں بہت خاص ہیں تحسین — وہ لوگ جو وابستۂ دامانِ علی ہیں

☆......☆......☆

نادر صدیقی

منقبت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

دل پہ ہوتا ہے الہام نامِ بتول   پیارے ناموں میں اک نام نامِ بتول
ہے وظیفہ سحر شام نامِ بتول   آ گیا ہے مرے کام نامِ بتول
آبروئے نبی سیدہ فاطمہ   مشک و بوئے نبی سیدہ فاطمہ
عکسِ خوئے نبی سیدہ فاطمہ   یعنی روئے نبی سیدہ فاطمہ
اہلِ بیتِ وفا دخترِ مصطفیٰ   جانِ خیر الوریٰ دخترِ مصطفیٰ
آیتِ مصطفیٰ دخترِ مصطفیٰ   زوجہء مرتضیٰ دخترِ مصطفیٰ
فاطمہ ہر طرح سے مبارک بنی   فاطمہ سچے لوگوں کا مسلک بنی
فاطمہ میرے آقا کی ٹھنڈک بنی   فاطمہ کملی والے کی اجرک بنی
اس کے در کے گدا شاہ بنتے گئے   اس کے نقشِ قدم راہ بنتے گئے
ذرے مٹی کے تھے ماہ بنتے گئے   جو بھی اس کے ہی خواہ بنتے گئے
نازشِ زندگی فاطمہ فاطمہ   روشنی روشنی فاطمہ فاطمہ
نورِ عینِ نبی فاطمہ فاطمہ   اور لباسِ علی فاطمہ فاطمہ
آیتوں نے سلامی اسے پیش کی   قدسیوں نے سلامی اسے پیش کی
مؤمنوں نے سلامی اسے پیش کی   نوکروں نے سلامی اسے پیش کی
فاطمہ کی جو پوشاک ہے پاک ہے   اس کے قدموں کی جو خاک ہے پاک ہے
دخترِ شاہِ لولاک ہے پاک ہے   میرا ادراک ہے پاک ہے پاک ہے
وہ جو راحت ہے قلبِ نبی کیلئے   وہ جو حرمت ہے حضرت علی کیلئے
وہ جو جنت ہے سید ولی کیلئے   سیدی کیلئے مرشدی کیلئے
فاطمہ سے مقدس کہانی بنی   فاطمہ دونوں عالم کی رانی بنی
فاطمہ اس قدر تو سہانی بنی   فاطمہ مصطفیٰ کی نشانی بنی
ماؤں کا مان ہے، آن ہے، بان ہے   پاک تر شان ہے جیسے قرآن ہے
بنت ِ لاثان ہے، بوئے ریحان ہے   دین و ایمان ہے میرا ایمان ہے
ساری پاکیزگی سیدہ کیلئے   یہ مری زندگی سیدہ کیلئے
وقف ہے شاعری سیدہ کیلئے   نوکری چاکری سیدہ کیلئے
علم و نورِ نبی ورثۂ فاطمہ   صاف و شفاف آئینۂ فاطمہ
لکھتا پڑھتا رہوں اسوۂ فاطمہ   اور کھاتا رہوں صدقۂ فاطمہ
ماں خدیجہ کی بیٹی پہ لاکھوں سلام   میرے آقا کی بیٹی پہ لاکھوں سلام
شاہِ والا کی بیٹی پہ لاکھوں سلام   سب کے مولیٰ کی بیٹی پہ لاکھوں سلام

ادارہ

رمضان کی اہمیت وخصوصیت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا جس میں رمضان المبارک کی اہمیت، افادیت، خصوصیت اور امتیازی حیثیت کا دل آویز تذکرہ فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کو نقل فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: اَيُّهَاالنَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدّٰى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدّٰى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزْدَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَجْرِهِ اَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ قَالُوْا: لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَايُفْطِرُ الصَّائِمَ فَقَالَ: يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً عَلٰى تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ اَوْ مُذْقَةِ لَبِنٍ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ. مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَاغِنٰى بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهُ وَاَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنٰى بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهِ مِنَ النَّارِ وَمَنْ اَشْبَعَ فِيْهِ صَائِماً سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَايَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

(صحیح ابن خزیمۃ: ج2 ص911 باب فضائل شہر رمضان۔ رقم الحدیث 1887)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ ''تم پر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے گا ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم

خواری کرنے کا ہے۔اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسی کا پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے رب تعالیٰ شانہٗ (روز قیامت) میرے حوض سے اس کی ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

آج ہم لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں تھوڑا بہت معنی مطلب بھی سمجھ لیتے ہیں اس کے باوجود عمل کی توفیق بہت کم ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایمان ورثے میں ملا ہے۔ اپنا خون پسینہ بہا کر ہم نے اسے حاصل نہیں کیا۔ حضرات صحابہؓ فرمایا کرتے تھے۔

تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن (ہم نے پہلے ایمان سیکھا، پھر قرآن پڑھا)

اس لیے وہ لوگ قرآن پر کاربند رہتے تھے اس کے اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کرتے تھے اس کی ایک مثال درج ذیل واقعہ ہے۔

قرآن پاک کی سورہ حجرات میں معاشرتی زندگی کے مختلف احکام بیان کیے گئے ہیں، دوسری آیت کے الفاظ اور ترجمہ یوں ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُم وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ.

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں، نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے اس طرح کڑک کر بات کرو جس طرح کہ تم ایک دوسرے سے کڑک کر بات کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ گھر میں بیٹھ گئے مسجد آنا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا اور پھر ان کے گھر آدمی بھیج کر پتہ کرایا۔ آدمی گھر گئے تو انہوں نے کہا بھائی تمہیں معلوم ہے کہ میری آواز بہت اونچی ہے اور بولتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے، اس لیے میں تو اہل نار میں سے ہوں۔ ان لوگوں نے واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''**بل ھو من اھل الجنۃ**'' نہیں نہیں بلکہ وہ تو اہل جنت میں سے ہیں انہیں بلالاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد وہ ہم میں چلتے تھے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ وہ جنتی ہیں۔ (یہ روایت بخاری شریف، مسلم شریف اور تفسیر کی تمام معتبر کتب میں موجود ہے)(۱)

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ایک فصیح بلیغ اور قادر الکلام مقرر تھے، وہ خطیب الانصار کہلاتے تھے۔ مسیلمہ کذاب جو یمامہ کا رہنے والا جھوٹا مدعی نبوت تھا، مدینہ منورہ آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اس سے گفتگو کرنے

کے لیے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو تجویز فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسیلمہ کی فوج سے یمامہ کی جو مشہور لڑائی ہوئی تھی، اسی میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حواشی

(۱) امام بغوی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ گھر کے اندر گھوڑے کے استھان میں بیٹھ گئے تھے اور کہا: میں باہر نہیں آؤں گا۔ یا تو میری موت آ جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی رضامندی کا اظہار فرما دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوا کر وجہ دریافت فرمائی۔ ثابتؓ کے عرض کرنے پر ارشاد فرمایا:

"اَمَا تَرْضیٰ اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْداً وَ تُقْتَلَ شَهِیْداً وَ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ" کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ زندہ رہو تو قابلِ تعریف اور موت آئے تو اللہ کے راستے میں شہادت کی اور جنت میں داخلہ مل جائے۔

اس پر انہوں نے کہا: رَضِیْتُ بُشْرَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری پر راضی ہوں) چنانچہ زندگی کے دن پورے کر کے یمامہ کی لڑائی میں مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ

☆......☆......☆

سیّدِی وَاَبِی (اضافہ شدہ ایڈیشن)

بنت امیر شریعت، سیدہ ام کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانح وافکار پر مستند ترین کتاب

★ سوانح وافکار ★ جیل سے لکھے گئے بیٹی کے نام خطوط ★ تاریخی واقعات
★ ذاتی یادداشتیں ★ عظیم شخصیات کا تذکرہ ★ ایک عظیم بیٹی کا اپنے عظیم باپ کو خراج تحسین

صفحات: 336　اعلیٰ طباعت　قیمت -/600

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان　0300-8020384

حضرت مولانا محمد عبدالحمید تونسوی

صحابہؓ واہلبیتؓ کی توہین کا جرم اور اس کی سزا
(ائمہ اہلبیتؓ کے ارشادات کی روشنی میں)

توہین کا لغوی معنیٰ ہے ''ہتک، بےعزتی، ذلت اور اہانت آمیز رویہ''توہین صحابہؓ سے مراد، اصحاب رسول(۱) کے بارے میں ایسا رویہ اختیار کرنا جس سے اس مقدس جماعت یا ان کے کسی بھی فرد کی زبان وقلم سے صراحتاً یا اشارتاً ہتک، بےعزتی، تحقیر اور تنقیص شان ظاہر ہوتی ہو، ایسی تمام تر روش توہینِ صحابہؓ کے زمرے میں آتی ہے۔

امت مسلمہ کا ہمیشہ یہ اتفاق رہا ہے کہ ایسی قبیح حرکت محض ارتکاب جرم ہی نہیں بلکہ شرعاً قابل مواخذہ ولائق تعزیر بھی ہے۔ اس حوالے سے ہم یہاں ائمہ اہلبیتؓ کے بعض ارشادات صرف کتب امامیہ سے نقل کیے دیتے ہیں تاکہ توہین صحابہؓ کا جرم اور اس کی سزا سے متعلق امت کو صحیح راہنمائی مل سکے۔

میں ان کے مطلب کی کہہ رہا ہوں، زبان میری ہے بات ان کی
میں ان کی محفل سجا رہا ہوں، چراغ میرا ہے رات ان کی

(۱) (معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ کرامؓ (بشمول اہلبیت عظام) سے مراد وہ حضرات ہیں جو بحالت ایمان شرفِ صحبتِ رسول سے مشرف ہوئے، چاہے لمحہ بھر کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ اور انہیں ایمان پر ہی خاتمہ نصیب ہو۔ (مجالس المؤمنین: ۱۵۲/۱۔۱۵۳۔ از نوراللہ شوستری، مطبوعہ تہران)

صحابہؓ کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی وصیت:

☆ ... ملا باقر مجلسی نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے وصایا میں ایک اہم وصیت یہ بھی نقل کی ہے کہ آنجنابؓ نے فرمایا:

"و از خدا بترسید در باب اصحاب پیغمبرورعایت نمائید آنها راکه بدعتی در دین خدانکرده اندوصاحب بدعتی راپناه نداده اند،بدرستی که حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم وصیت نموددر حق ایں گروه ازصحابه خود،ولعنت کرد کسی راکه بدعتی کند...و کسی راکه صاحب بدعتی راپناه دهدویاری کند"

(جلاء العیون: ۳۳۱/۱ باب سوم، فصل سوم طبع ایران)

''اور خدا سے در باب اصحاب پیغمبر خدا ڈرو، اور ان کی رعایت کرو کہ انہوں نے کوئی بدعت دین خدا میں نہیں کی۔ اور

صاحب بدعت کوراہ نہیں دی۔ بدرستے کہ رسول خدا نے اپنے اصحاب کے حق میں تم کو وصیت کی۔ اور اس پر لعنت کی جو بدعت جاری کرے یا بدعت کرنے والے کو پناہ دے اور یا اس کی نصرت ومددگاری کرے''

(جلاء العیون مترجم اردو: ۱/۲۹۴، ۲۹۵، از عبد الحسین، طبع لکھنو)

نوٹ: ملا باقر مجلسی نے حضرت علیؓ کی یہی وصیت ''حیاۃ القلوب: ۲/۶۲۱ باب نمبر ۵۷ میں بھی معتبر سند سے نقل کی ہے۔

فائدہ: اس وصیت کی تشریح میں سید ظہور الحسن زیدی کوثر بھریلوی لکھتا ہے کہ ''اصحاب محمد کو برا بھلا کہنے والا کافر اور واجب القتل ہے'' (جلاء العیون مترجم اردو: ۱/۲۹۴، ۲۹۵، حاشیہ نمبر ۱)

''حضرت علیؓ کی اپنے بیٹے کو نصیحت''

☆ ... ابن ابی الحدید کا بیان ہے:

ایک موقع پر مقام صفین میں دوران جنگ جب عبید اللہؓ بن عمرؓ، محمد بن حنفیہؒ کے مقابلے میں نکلے تو ابن حنفیہ، عبید اللہؓ اور ان کے والد حضرت عمرؓ کو سخت الفاظ کہنے لگے۔ ادھر حضرت علیؓ نے یہ الفاظ سنے تو ابن حنفیہؒ کو خطاب کر کے فرمایا! ''فَقَالَ لَاتَذْکُرْ اَبَاهُ وَلَاتَقُلْ فِیْهِ اِلَّاخَیْراً رَحِمَ اللهُ اَبَاهُ''

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید: ۱/۶۴۴ طبع بیروت تحت عنوان فی بعض شمائلہ وادعیتہ عند الحرب)

''اے میرے بیٹے! اس کے باپ (عمرؓ) کو برے الفاظ کے ساتھ مت یاد کرو اور صرف کلمات خیر ہی ان کے حق میں کہو۔ اللہ اس کے باپ پر رحمت نازل فرمائے''

ع ... ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

شیخینؓ پر علیؓ کو برتری دینے والوں کو حضرت علیؓ کی تنبیہ:

☆ ... ابو عمرو کشی نے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادقؒ، سفیان ثوریؒ اور وہ محمد بن منکدرؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

''انہ رای علیاً (علیہ السلام) علٰی منبر بالکوفۃ وھو یقول لئن اوتیت برجل یفضلنی علٰی ابی بکر وعمر لاُجَلّدَنّہ حدالمفتری''

(رجال کشی: الجزء الخامس/۴۵۹، ترجمہ سفیان ثوریؒ، طبع تہران) (۱)

''انہوں نے حضرت علی (علیہ السلام) کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور وہ فرمار ہے تھے اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی آئے جو مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہو تو میں اس کو ضرور درّے لگاؤں گا جو کہ مفتری کی

حد ہے''یعنی اسّی دڑے۔

فائدہ: حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں حضرات شیخینؓ سے متعلق فوقیت کے مسائل جب کھڑے کیے گئے تو حضرت علیؓ اپنی بصیرت سے بھانپ گئے کہ ان مفاسد وفتن کا ازالہ وقلع قمع اسی وقت اس لیے ضروری ہے کہ ان کی آڑ میں دشنام طرازی اور سبّ وشتم کی راہ ہموار نہ ہو سکے۔ اس لیے آنجناب نے یہ حکم جاری فرمایا کہ حضرات شیخینؓ پر دوسرے صحابہؓ کو فضیلت دینے والوں پر اسی کوڑے کی سزا نافذ کی جائے گی حالانکہ محض فضیلت دینے میں کوئی سَبّ وشتم وغیرہ کا پہلو موجود نہیں ہے۔ تو غور فرمائیے کہ جب ان کے نزدیک محض فضیلت دینے والوں کی تادیب وسزا اس قدر سخت ہے تو صحابہ کرامؓ پر دشنام طرازی کی روش اختیار کرنے اور خاص طور پر اجلہ صحابہؓ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، معاویہؓ، عائشہؓ اور حفصہؓ پر نام بنام لعنتیں کرنے کی سزا اور تعزیر کس قدر زیادہ ہوگی؟

ع...قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

(ا) کتب اہل السنۃ والجماعۃ میں اس مضمون کی روایات بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اہل علم حضرات درج ذیل کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

(کتاب الآثار لامام ابی یوسف: ۲۰۷، روایت نمبر ۹۲۴ کتاب فضائل ابی بکر صدیقؓ لابی طالب العشاری: ۸. کنز العُمال: ۶/ ۳۷۰. ۳۶۶. الاستیعاب: ۲/ ۲۴۳ تذکرہ ابی بکر صدیقؓ. الاعتقاد علی مذهب السلف للبیهقی: ۱۸۴ الصارم المسلول: ۵۸۱. تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۳۵. ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء: ۱/ ۶۸. ۳۱۷. شفاء قاضی عیاض: ۲/ ۱۳۰ تا ۱۸۳)

اہلِ شام پر سبّ وشتم جائز نہیں:

☆... شیخ سید شریف رضی (م ۴۰۴ھ) نے نقل کیا ہے:

''وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ سَمِعَ قَوْمًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَسُبُّوْنَ أَهْلَ الشَّامِ أَيَّامَ حَرْبِهِمْ بِصِفِّيْنَ إِنِّيْ أَكْرَهُ لَكُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا سَبَّابِيْنَ، وَلٰكِنَّكُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ أَعْمَالَهُمْ وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ كَانَ أَصْوَبُ فِي الْقَوْلِ وَأَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ، وَقُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ إِيَّاهُمْ. اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَائَنَا وَدِمَائَهُمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَبَيْنَهُمْ، وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ حَتّٰى يَعْرِفَ الْحَقُّ مِنْ جَهْلِهِ وَيُرْعَوِي عَنِ الْغَيِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهَجَ بِهِ'' (نہج البلاغہ عربی: الجزء الثانی/ ۲۳۷، خطبہ نمبر ۲۰۳)

''حضرت علی المرتضیٰؓ نے جنگ صفین کے موقع پر اپنے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو سنا کہ وہ شامیوں پر سَبّ وشتم کررہے ہیں تو آپ نے فرمایا! میں تمہارے لیے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو۔ اگر تم ان کے افعال کھولو اور ان کے صحیح حالات پیش کرو، تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریق کار ہوگا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خدایا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی، اور ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تاکہ حق سے بے خبر، حق کو پہچان لیں اور گمراہی وسرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔

نہج البلاغہ مترجم اردو: ص ۵۷۱ خطبہ نمبر ۲۰۴، از مفتی جعفر حسین، مطبوعہ لاہور۔

ع۔۔۔تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

حضرت علی المرتضیٰؓ کا معاندین صحابہؓ سے اعلان برأت:

''عَنْ سُوَیْدِ بْنِ غَفَلَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ یَنْتَقِصُوْنَ اَبَابَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ فَاَخْبَرْتُ عَلِیّاً وَقُلْتُ لَوْلَا اَنَّهُمْ یَرَوْنَ اَنَّکَ تُضْمِرُ مَااَعْلَنُوْا مَااجْتَرَؤُا عَلٰی ذٰلِکَ مِنْهُمَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَبَا وَکَانَ اَوَّلُ مَنْ اَظْهَرَ ذٰلِکَ فَقَالَ عَلِیٌّ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَحِمَهُمَااللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ نَهَضَ وَاَخَذَ بِیَدَیَّ وَاَدْخَلَنِیَ الْمَسْجِدَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ ثُمَّ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِهٖ وَهِیَ بَیْضَاءُ فَجَعَلَتْ دُمُوْعُهٗ لِیَتَجَاوَزَ عَلٰی لِحْیَتِهٖ وَجَعَلَ یَنْظُرُ لِلْبُقَاعِ حَتّٰی اجْتَمَعَ النَّاسُ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَذْکُرُوْنَ اَخَوَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَوَزِیْرَیْهِ وَصَاحِبَیْهِ وَسَیِّدَیْ قُرَیْشٍ وَاَبَوَیِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنَا بَرِیْءٌ مِمَّایَذْکُرُوْنَ وَعَلَیْهِ اُعَاقِبُ، صَحِبَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِدِّ وَالْوَفَاءَ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ یَاْمُرَانِ وَیَنْهَیَانِ وَیَقْضِیَانِ وَیُعَاقِبَانِ لَایَرٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَرَاْیِهِمَا وَلَایُحِبُّ کَحُبِّهِمَاحُبًّا لِمَا یَرٰی مِنْ عَزْمِهِمَافِی اَمْرِاللّٰهِ فَقَبَضَ وَهُوَ عَنْهُمَا رَاضٍ وَالْمُسْلِمُوْنَ رَاضُوْنَ فَمَا تَجَاوَزُوْا فِیْ اَمْرِهِمَا وَسِیْرَتِهِمَا رَاْیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ فِی حَیَاتِهٖ وَبَعْدَ مَوْتِهٖ وَقُبِضَ عَلٰی ذٰلِکَ رَحِمَهُمَااللّٰهُ تَعَالٰی فَوَالَّذِی خَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرِءَ النَّسَمَةَ لَایُحِبُّهُمَا اِلَّامُؤْمِنٌ فَاضِلٌ وَلَا یَبْغَضُهُمَا اِلَّاشَقِیٌّ مَارِقٌ وَحُبُّهُمَا قُرْبَةٌ وَ بُغْضُهُمَا مَرُوْقٌ''

(کتاب اطواق الحمامة فی مباحث الامامه، از امام مؤید بالله یحیی بن حمزه الزیدی، دراواخر کتاب ھذا ذکر نموده۔ بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ: باب سوم، درذکر احوال اسلاف، از شاہ

عبدالعزیز محدث دہلویؒ)(۱)

''سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ میرا ایک قوم کے پاس گذر ہوا وہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے حق میں تنقیص وحقارت بیان کرر ہے تھے، میں نے جا کر حضرت علیؓ کوخبر کی اور کہاان کا یہ خیال ہے جس چیز کا انہوں نے اعلان کرر کھا ہے وہ بات آپ بھی اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہیں ورنہ وہ اس کی جرأت کیسے کر سکتے تھے۔اس قوم میں عبداللہ بن سبا بھی تھا،ابن سباء پہلا وہ شخص ہے جس نے شیخینؓ کی حقارت اور علیؓ کی برتری کا مسئلہ کھڑا کیا تھا۔اس وقت حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لیتا ہوں۔اللہ ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے، پھر آپ اٹھے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسجد میں داخل کیا اور خود منبر پر تشریف لے گئے اور اپنی سفید داڑھی مبارک پر ہاتھ رکھا۔آپ کے آنسو بہنے لگے۔ ریش چشم گریاں کی وجہ سے تر ہو رہی تھی۔آپ مسجد کے مقامات کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے رہے حتیٰ کہ لوگ مسجد میں مجتمع ہو گئے۔پھر خطبہ دینا شروع کیا اور فرمایا کہ ایسے لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو حضور سرورِ دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام کے دونوں بھائیوں اور دونوں وزیروں، دونوں ساتھیوں اور قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے دونوں اکابر کو تحقیر و تنقیص کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔میں ان کی اس حرکت سے بالکل بری ہوں اور میں اس چیز پر سزا دوں گا۔یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مقدس میں وفاداری کے ساتھ رہے، خدا کے حکم کے موافق حکمرانی کرتے تھے اور زجر وتوبیخ کرتے تھے، شرع کے موافق خصومات کے لیے فیصلے کرتے اور سزا دیتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے کے موافق کسی کی رائے کو وزن نہیں دیتے تھے اور نہ ان جیسا کسی کو دوست جانتے تھے، اس لیے کہ دین کے معاملہ میں ان کی پختہ عزمی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح تھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے خوشنودی کی حالت میں رخصت ہوئے اور تمام مسلمان ان سے راضی اور خوشنود تھے۔اپنے دستور اور سیرت میں یہ دونوں حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے خواہ یہ معاملہ حضور کی حیات میں ہوا یا بعد از وفات پیش آیا۔اس حال پر ان کا انتقال ہوا۔اللہ دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔پس اس ذات کی قسم! جس نے دانہ اور روح کو پیدا کیا۔بلند درجہ کا مومن ہی ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور بے نصیب اور دین سے بے بہرہ شخص ہی ان کے ساتھ بغض وعداوت رکھتا ہے۔ان کے ساتھ دوستی، نیکی اور خدا کی نزدیکی ہے، ان کے ساتھ عداوت وبدگمانی، دین سے خارج ہونا ہے۔

(۱)سوَید بن غفلہ کی مذکورہ روایت لسان المیزان لابن حجرؒ:۳/۲۹۰۔حلیۃ الاولیاء لابی نعیم:۷/۲۰۱۔کنز العمال:۶/ ۳۶۹۔سیرت عمر بن خطاب لابن جوزی:۳۲۔میں بھی موجود ہے۔

صحابہؓ پر سبّ وتبرا اور اس کی سزا

ملا باقر مجلسی نے نقل کیا ہے کہ

"عن الرضا، عن آبائه عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه و آله: من سَبَّ نبيا "
قُتل، ومن سَبّ أصحابي جُلد"

(بحار الانوار: ٦ / ٧٦/ ٢٢٢ . باب٧٩ حد المرتد وأحكامه،وفيه أحكام قتل)

امام رضاء اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جو شخص انبیاءؑ کو سبّ کرے، اسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارے جائیں۔

شتم رجل النبي صلى الله عليه وآله فسأل الوالي عبد الله بن الحسن والحسن ابن زيد وغيرهما، فقالوا: يقطع لسانه، وقال ربيعة الرأى وأصحابه، يؤدّب فقال الصادق عليه السلام: أرأيتم لو ذكر رجلا " من أصحاب النبي صلى الله عليه وآله ما كان الحكم فيه؟ قالوا: مثل هذا، (بحارالانوار:٦ ٧٦/ ٢٢٢۔باب ٧٩ حدالمرتد واُحکامہ،وفیہ اُحکام قتل)(١)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالم گلوچ کی۔ والی شہر نے عبداللہ بن حسن اور حسن بن زید وغیرہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو ان حضرات نے فرمایا کہ ایسے شخص کی زبان کاٹ دی جائے۔ ربیعۃ الرای اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ اس پر تعزیر کی جائے۔ صادقؒ نے سوال کیا: اگر یہ شخص کسی صحابی کو گالم گلوچ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو ان حضرات نے فرمایا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(١) اسی مضمون کی روایات اہل السنۃ کی درج ذیل کتب حدیث میں ملاحظہ فرمائیں (المعجم الاوسط: جز ٥/ ٣٥۔ المعجم الصغیر: جز ١/ ٢٣٣۔ شفاء قاضی عیاض: ٢/ ١٣٠ تا ١٨٣)

صحابہؓ پر سبّ وشتم کی سزا کوڑے لگانا ہے

شیخ تاج الدین محمد بن محمد الشعیری من اعلام القرن السادس الھجری نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

وقال (عليه السّلام): من سبني فاقتلوه،ومن سب أصحابي فقد كفر .وفي خبر آخر: ومن سب أصحابي فاجلدوه . (جامع الاخبار: ١٦٠، الفصل الخامس والعشرون والمائۃ، طبع نجف اشرف)

جو کوئی مجھے برا کہے اس کو قتل کرو اور جو کوئی میرے اصحاب کو برا کہے تو اس نے کفر کیا۔ اور دوسری روایت کے

الفاظ یہ ہیں جو کوئی مجھے برا کہے اس کو قتل کر دو اور جو کوئی میرے اصحاب کو برا کہے اس کو درّے لگاؤ۔

صحابہؓ کی توہین کرنے والوں کا انجام، علیؓ کے ہاتھوں سے

شیخ عباس قمی نے ایک عجیب واقعہ یوں نقل کیا ہے کہ

ازتاریخ مصر نقل شده که حسام الدولة مقلدبن مسیب راشعرنیکوورفض فاحش بودتاآنکه از ونقل ست که به یکے از حاجیاں وصیت کرده بود که چون بمدینه طیبه برسی سلام من بحضرت رسول برساں،وبگوکه اگر شیخینؓ درجوارتومدفون نبودندھر آئینه بسروچشم بزیارت تومی آمدم ولیکن جناب علامه حلی دراجازۃ کبیرہ که به بنی زھرہ داده نقل کرده که مقلدبن مسیب حسام الدولۃ پیغام جسارت آمیزو کلمات کفریه برائے قبر آنحضرت فرستادآں شخص مبلغ تبلیغ کردولکن درخواب دیدحضرت رسول وامیر المؤمنین راآنکه جناب امیر المؤمنین اورابقتل رسانید.آں خواب راتاریخ برداشت چون برگشت ازحجازمقلدبن مسیب راکشته بودنددرهماں شب که تاریخ برداشته بود

(تتمۃ المنتہیٰ: ۳۲۵۔۳۲۶ تحت ۳۹۱ھ، مطبوعہ تہران)

۳۹۱ھ ہی میں حسام الدولہ مقلد بن میبّ جو بنی عقیل میں سے پہلا حاکم ہے کہ جن کی دیار موصل وشام وحلب وانبار میں سلطنت تھی، اپنے ایک غلام کے ہاتھوں مارا گیا اور تاریخ مصر سے نقل ہوا ہے کہ حسام الدولۃ کے عمدہ اشعار تھے اور وہ سخت قسم کا رافضی تھا یہاں تک کہ اس سے نقل ہوا ہے کہ اس نے ایک حاجی کو وصیت کی کہ جب مدینہ طیبہ میں پہنچو تو میرا اسلام رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا اور کہنا کہ اگر شیخینؓ آپ کے جوار میں دفن نہ ہوتے تو بسر وچشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا۔لیکن علامہ حلّی نے اجازہ کبیرہ میں جو بنی زہرہ کو دیا ہے، نقل کیا ہے کہ مقلد بن میبّ نے جسارت آمیز اور کلمات کفریہ کا پیغام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر بھیجا۔

اُس شخص پیغام رساں نے پیغام دیا لیکن اس نے خواب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہما السلام کو دیکھا اور یہ کہ مقلد کو حضرت امیر المؤمنین نے قتل کر دیا ہے، اس نے اس خواب کی تاریخ نوٹ کر لی اور جب حجاز سے واپس آیا تو مقلد بن میبّ کو اسی رات کو جس کی تاریخ نوٹ تھی، قتل کر دیا گیا تھا

(سیرت معصومین، احسن المقال ترجمہ تتمہ المنتہی: ۲/۶۲ ۷۔ ۶۳ ۷ سید صفدر حسین نجفی، مطبوعہ لاہور)

صحابہؓ واہلبیتؓ سے بغض کا انجام

گیارہویں امام کی لکھی ہوئی تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ

وإن رجلا ممن يبغض آل محمد وأصحابه الخيرين أو واحدا منهم لعذبه الله عذابا لو قسم علىٰ مثل عدد ما خلق الله تعالىٰ لاهلكهم أجمعين

(تفسیر الامام العسکری: جز ۲/۸۸۔ باب توبہ آدم وتوسلہ بمحمد وآل صلوتہ۔ تفسیر البرہان: 1 / 125 ح 1، ومستدرک الوسائل: 1 / 592ح 3ب.9)

اگر کوئی شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصحابِ محمد سے دشمنی رکھے یا منجملہ ان میں سے کسی ایک سے بھی، اس پر خدا ایسا عذاب نازل کرے گا کہ اگر وہ تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو وہ سب ہلاک ہو جائیں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

الغرض: طریقہ اہل بیتؓ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیتؓ کا نقطہ نظر اس حوالے سے بالکل دوٹوک تھا اور وہ حضرات سب وشتم، لعن طعن تو دور کی بات ہے اشارہ اور کنایہ سے بھی توہین صحابہؓ کو قطعاً گوارا نہیں کرتے تھے اور وہ کسی قسم کی نرمی کے روادار ہرگز نہ تھے بلکہ شاتمین صحابہؓ کی سخت تعزیر کے قائل تھے۔

فلہٰذا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ موجودہ حالات میں توہین صحابہؓ کا جرم اور اس کی سزا کا تعین، طریقہ اہل بیتؓ کی روشنی میں کیا جانا چاہئے۔ البتہ ملحوظ رہے کہ یہ تمام کام حکومت وقت کی ذمہ داری ہے، عوام الناس کی نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ موجودہ حکومت اصحابؓ واہل بیتؓ کی توہین وتنقیص اور سبّ وشتم کے مرتکبین کے بارے میں باقاعدہ قانون سازی کر کے تعزیری سزاؤں کی تنفیذ کرے، تاکہ وطن عزیز میں ہر قسم کے فتنہ کا سد باب ہو اور امن وآشتی کی فضاء قائم ودائم رہ سکے۔

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ط وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ.

☆......☆......☆

محمد عزیر خان

مروجہ آن لائن کمپنیوں سے کمائی کا شرعی حکم

دارالافتاء میں آئے روز آن لائن کمائی کی مختلف کمپنیوں کے بارے میں سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ یہ کمپنیاں دعویٰ کرتی ہیں کہ ہم آپ کے روپوں سے کاروبار (بزنس) کریں گے اور جو کمائی کریں گے ان میں سے آپ کو بھی حصہ دیں گے۔ ان کی قدر مشترک، گھر بیٹھے بغیر کسی قابل ذکر محنت کی کمائی کرنا ہے جس میں عوامی دلچسپی کا پیدا ہونا ظاہر ہے۔ چونکہ یہ کمپنیاں اکثر مشہور اور معتبر برانڈز کا نام استعمال کرتی ہیں اس لیے عام لوگ ان پر اعتبار کر لیتے ہیں۔

چنانچہ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کمپنیوں کی کمائی کے طریقے اور ان کے شرعی احکام ذکر کیے جائیں، تاکہ ایسے مسائل میں دارالافتاء کے وسائل بار بار صرف نہ ہوں اور فقہ المعاملات سے متعلق حضرات کے سامنے ایک فہرست (Chechlist) آجائے۔

عوامی نقطہ نظر سے تو ان کمپنیوں میں سرمایہ کاری کے ممنوع ہونے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ یہ کمپنیاں عموماً ایک وقت کے بعد ڈیفالٹ کر جاتی ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ابتداء میں تو کچھ لوگوں کو تھوڑا بہت نفع ملتا ہے اور بعد والے لوگ اپنے اصل سرمایہ سے بھی محروم ہو جاتے ہیں لیکن علمی دنیا میں عدم جواز کے لیے بہر حال شرعی دلائل ضروری ہیں۔

اب تک دارالافتاء میں اس طرح کی جتنی بھی کمپنیوں کے بارے میں تحقیق ہوئی ان میں سے کوئی بھی کمپنی ایسی نہیں ہے کہ جس کا طریقہ کار مکمل طور پر شرعی ہو اور شرعی لحاظ سے اس کا نفع حلال ہو۔

اب ہم ان وجوہات کو ذکر کریں گے کہ جن کی وجہ سے ان کمپنیوں سے نفع کمانا جائز نہیں ہے۔ ان کمپنیوں میں درج ذیل خرابیوں میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

(1) ملٹی لیول مارکیٹنگ

اس طرح کی کمپنیاں عام طور پر Multi level Marketing یعنی (MLM) کے ذریعے سے اپنا جال پھیلاتی ہیں، جس میں کمپنی کے سرمایہ کاروں کو اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ آپ کے ذریعے سے جتنے بھی لوگ اس کمپنی میں سرمایہ کاری کریں گے ان کے حصے سے اور اسی طرح وہ لوگ آگے جتنے لوگوں کو لائیں گے، ان سب کے حصے سے آپ کو بھی حصہ دیا جائے گا۔

شرعی لحاظ سے یہ صورت ناجائز ہے اس لیے کہ شریعت جس کمیشن یا اجرت کی اجازت دیتی ہے وہ صرف ایک

مرحلے (Step) کی حدتک ہے یعنی ان اشخاص تک ہے جن کو ملانے میں بروکر نے براہ راست کردار ادا کیا ہے لیکن اس دوسرے شخص کی ترغیب پر کوئی تیسرا شخص سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ ہو اور اس (تیسرے) کے حصے میں سے بھی آپ کو بغیر کسی محنت کے حصہ ملتا رہے یا اس دوسرے آدمی کے حصے سے ہر مرتبہ آپ کو حصہ دیا جائے، یہ شریعت کی نظر میں جائز نہیں ہے۔ جیسے ایک پروفیسر اپنے سٹوڈنٹس سے تو پڑھانے کی اجرت لے سکتا ہے لیکن وہ سٹوڈنٹ آگے جس کو پڑھائے گا اس کی اجرت سے پروفیسر کا حصہ لگانا غیر معقول اور بے تکی بات ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق مندرجہ ذیل کمپنیاں (MLM) کا طریقہ اختیار کرتی ہیں:

بی فار یو (B4U)
جوشل (Jocial)
بٹس میڈ کمپنی (Bitcmade Company)
پرپال (Perpal)
آل ورلڈ (All World)
اوری فلیم (Ori Flame)
بٹ کرپٹون (Bitcrypton)
کے، ڈبلیو، سی (KWC)
ایکونیکس (Econex)

(2) نفع کو سرمایہ کے ساتھ منسلک کرنا

بعض کمپنیاں اس طریقے سے نفع تقسیم کرتی ہیں کہ جو شخص جتنا سرمایہ دیتا ہے اس کو اسی نسبت سے نفع دیا جاتا ہے، اس میں یہ بات پیش نظر نہیں رکھی جاتی کہ سرمایہ کار کے نفع کو حقیقی منافع کے ساتھ منسلک کیا جائے حالانکہ سرمایہ کاری کے اسلامی اصولوں میں ضروری ہے کہ سرمایہ کار کے لیے نفع میں سے فیصدی (٪) حصہ متعین کیا جائے۔

درج ذیل کمپنیاں اس طریقے سے منافع تقسیم کرتی ہیں:

بٹس میڈ کمپنی (Bitcmade Company)
شوکت مروت گروپ آف کمپنیز (Shukat Marwat Group of companies)
ٹران بیس (Tran base)

کے ڈبلیوسی (KWC)

(3) نفع کا تناسب یکساں نہ رہنا:

یہ کمپنیاں عموماً اپنے سرمایہ کاروں کے نفع کے تناسب کو طے نہیں کرتیں بلکہ نفع کی شرح کمپنی اپنے طور پر تبدیل کرتی رہتی ہے، مثلاً کسی ماہ سرمایہ کی نسبت سے 10 فیصد نفع دے دیا اور کسی ماہ 12 فیصد دیا۔

شرعی لحاظ سے یہ صورت بھی جائز نہیں ہے، بلکہ شریعت کے مطابق رب المال (انویسٹر) کا نفع میں فیصدی حصہ طے ہونا ضروری ہے۔

مضاربت میں نفع تقسیم کرنے کا شرعی اصول یہ ہے کہ رب المال انویسٹر کو نفع میں متعین روپے نہیں دیے جاسکتے بالفاظ دیگر نفع فکس نہیں کیا جاسکتا بلکہ نفع کو فیصدی لحاظ سے متعین ہونا چاہیے یعنی یہ نہیں کرسکتے کہ سرمایہ دار کو مثلاً 50 ہزار روپے ہر ماہ دیے جائیں بلکہ نفع کا فیصد متعین کرنا ضروری ہے یعنی یہ طے کرلیا جائے کہ رب المال انویسٹر کو نفع کا 20 واں حصہ ملے گا پھر چاہے وہ حصہ جتنا بھی ہو۔ اس ضابطے کی وجہ سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ فیصد فکس کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ حالانکہ روپے طے کرنے اور فیصد طے کرنے میں بہت فرق ہے چنانچہ روپے طے کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ مضارب چاہے جتنا بھی نفع کمالے وہ رب المال کو متعین روپے دے گا اور اضافی روپے خود رکھ لے گا بالفاظ دیگر اس کا نفع 100 روپے ہو یا 1000 روپے ہو اس نے رب المال کو مثلاً 50 روپے ہی دینے ہیں جبکہ فیصد متعین کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ مثال میں 100 روپے نفع ہونے کی صورت میں رب المال کو 50 اور 1000 روپے نفع کی صورت میں 500 روپے ملیں گے۔

حال ہی میں ایک کمپنی (شوکت مروت گروپ آف کمپنیز) کے متعلق سوال آیا تھا، اس کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ وہ نفع کو سرمائے کے ساتھ منسلک بھی کرتی ہے اور نفع کے تناسب کو اپنے طور پر تبدیل کرتی رہتی ہے۔ مشہور کمپنی B4U بھی اسی طریقہ سے نفع تقسیم کرتی تھی۔

(4) شیئرز میں سرمایہ کاری

بعض کمپنیاں لوگوں سے سرمایہ اکھٹا کر کے اس سرمائے سے شیئرز خرید لیتی ہیں اور جو نفع آتا ہے اس کو آپس میں تقسیم کرلیتی ہیں۔

شیئرز خریدنا اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے اور جو علماء اس کو جائز سمجھتے ہیں ان کے نزدیک بھی اس کے جواز کی کم وبیش 13 شرائط ہیں، جن میں سے متعدد شرطوں کا پورا کرنا شیئرز کے کاروبار کرنے والوں کی نظر میں تقریباً

ناممکن ہے۔ یہ کمپنیاں ان شرائط کا لحاظ کرتی ہوں گی، ایک بعید بات ہے۔

میٹا ایف ایکس نامی کمپنی کی کمائی کا ذریعہ یہی ہے کہ وہ شیئرز کے کاروبار سے نفع کما کر اپنے سرمایہ داروں میں تقسیم کرتی ہے۔

(5) فاریکس میں سرمایہ کاری:

بعض کمپنیاں عوام کے سرمایہ کو فاریکس (غیر ملکی کرنسی) میں انویسٹ کرتی ہیں جبکہ فاریکس کا مروجہ کاروبار جائز نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل کمپنیوں میں فاریکس کی خرابی موجود ہے۔

بٹس میڈ کمپنی (Bitcmade Company)

سٹاک اینڈ سنز (Stock and Sons)

بٹ کرپٹون (Bitcmade Company)

میٹا ایف ایکس (Meta Fx)

(6) کرپٹوکرنسی میں سرمایہ کاری:

ان کمپنیوں میں بعض ایسی بھی ہیں کہ جو عوامی سرمائے کو کرپٹوکرنسی مثلاً بٹ کوئن وغیرہ میں انویسٹ کرتی ہیں۔ حالانکہ موجودہ ڈیجیٹل کرنسی ناجائز ہے۔

کرپٹوکرنسی میں سرمایہ کاری کرنے والی کمپنیاں درج ذیل ہیں:

بٹس میڈ کمپنی (Bitcmade Company)

ٹران بیس (Tran Base)

میٹا ایف ایکس (Meta Fx)

کے ڈبلیوسی (KWC)

بعض کمپنیاں ایسی بھی ہیں کہ جو سرمایہ کاری کا دعویٰ نہیں کرتیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ہم اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز سے اجارہ کا معاملہ کرتے ہیں۔ ان میں بھی سرمایہ کاری جائز نہیں ہے۔ عدم جواز کی وجوہ درج ذیل ہیں۔

(ا) جعلی مقبولیت (Fake Rating)

ایسی کمپنیاں عموماً اشتہارات دیکھنے پر پیسے دیتی ہیں، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے اکاؤنٹ ہولڈر کو

روزانہ کا کام دیا جاتا ہے کہ آپ نے اتنے اشتہارات پر کلک کرنا ہے جس پر اکاؤنٹ ہولڈر کو روزانہ کا نفع دیا جاتا ہے۔

اشتہار دیکھنا کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جس پر اجرت دی جائے جبکہ اس عمل میں ایک مزید خرابی یہ بھی ہے کہ یہ جعلی مقبولیت کا سبب بنتا ہے اور وہ اس طرح کہ اشتہارات دینے والی کمپنیاں چاہتی ہیں کہ ان کے اشتہارات کو وہ لوگ دیکھیں جو پراڈکٹ میں دلچسپی رکھتے ہیں اور یہاں اشتہارات دیکھنے والوں کو متعلقہ پراڈکٹ میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ جب ایسے بہت سارے لوگ اشتہار دیکھیں گے تو اشتہار دینے والی کمپنی سمجھے گی کہ ہماری پراڈکٹ لوگوں میں مقبول ہو رہی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا، یہ دھوکہ دہی ہے اور جائز نہیں ہے۔

چنانچہ مندرجہ ذیل کمپنیاں جعلی مقبولیت (Fake Rating) سبب بنتی ہیں:

بیسٹ بائے مال (Best buy Mall)

پرپال (Perpal)

آل ورلڈ (All world)

(۲) رشوت

ان کمپنیوں میں اکاؤنٹ بنانے کے لیے یہ شرط ہوتی ہے کہ پہلے اس کمپنی میں ایک مخصوص رقم جمع کروائی جائے اور اس کے بعد کمپنی اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کو روزانہ کے اشتہارات دیکھنے پر اجرت دیتی ہے۔ کسی کے ساتھ عقد کرنے کے لیے یہ شرط لگانا کہ فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کو کچھ رقم دے گا، اس رقم کی حیثیت شرعی لحاظ سے رشوت کی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے مزدور سے کہا جائے کہ تمہیں مزدوری دیں گے، تم ہمیں اتنے پیسے دو۔

جوشل نامی کمپنی اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز سے رجسٹریشن کے نام پر جو رقم لیتی ہے اس کی حقیقت بھی یہی ہے۔

☆......☆......☆

سید تنظیم حسین

قسط نمبر 1

سادات بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامیہ مکتبہ فکر

تاریخی نقطہ نظر سے

اصطلاحات:

(ان تشریحات سے اس مقالے کے نفس مضمون کو سمجھنے میں مدد ملے گی لہٰذا اولاً ان کو ذہن نشین کیا جائے)۔

پیغمبر: بنی نوع انسان میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لیے مقرر فرماتا ہے۔ پیغمبر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ رسول اور نبی۔

رسول: رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نئی شریعت اور کتاب دی ہو۔

نبی: نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں چاہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو اور وہ اپنے سے پہلے رسول کی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

خلافت (نظریہ یا عقیدہ) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے تحت قرآن وسنت کے اعتبار سے مسلمانوں کو اپنے دینی ودنیوی سربراہ کو اجماع وانتخاب کے ذریعہ مقرر کرنے کا اختیار ہے۔

خلیفہ: خلیفہ کے معنی جانشین یا نائب کے ہیں، عقیدہ نظریہ خلافت کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین یعنی امت مسلمہ کے دینی ودنیوی سربراہ کو خلیفۃ الرسول کہا گیا آگے چل کر یہ ''لقب'' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے استعمال ہوتا رہا۔ (جمع خلفاء)

وصی: جس کو مرنے والے نے اپنے معاملات کا نگراں مقرر کیا ہو (جمع اوصیا) اہل تشیع کے یہاں ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضرت علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی تھے۔

امامت نظریہ/عقیدہ: اہل تشیع کے اعتبار سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت مسلمہ کی دینی ودنیوی سربراہی کے لیے اہل بیت رسول میں سے ہر دور میں اللہ تعالیٰ ایک امام انبیاء علیہم السلام کی طرح مامور فرماتے ہیں جو معصوم ہوتا ہے اور جس کی اطاعت فرض ہے، جس کا حق دنیا پر حکومت کرنا ہے۔

امام: (الف) اہل تشیع کے یہاں مندرجہ بالا نظریہ/عقیدہ کے تحت جس کو امام تسلیم کیا جائے۔ (جمع ائمہ)

(ب) اہل سنت والجماعت کے یہاں ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی بھی شعبہ میں اپنی اہلیت وقابلیت کے اعتبار سے رہنمائی کر سکتا ہو۔

(ج) ''زیدیہ'' کے یہاں دینی ودنیاوی سربراہ کو امام کہا جاتا رہا ہے۔

بنی ہاشم: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت ہاشم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا) تک پہنچتا ہو۔

بنی ہاشم کی شاخیں:

مطلبی: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت عبدالمطلب بن ہاشم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا) تک پہنچتا ہو۔

طالبی: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت ابوطالب (عبدمناف) بن حضرت عبدالمطلب تک پہنچتا ہو۔

عباسی: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت عبدالمطلب تک پہنچتا ہو۔

علوی: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت علی بن ابی طالب تک پہنچتا ہو۔ان میں حضرت علی کی فاطمی وغیر فاطمی دونوں اولادیں شامل ہیں آج کل صرف فاطمی اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

عقیلی: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت عقیل بن ابی طالب تک پہنچتا ہو۔

بنوجعفر: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت جعفر بن ابی طالب پہنچتا ہو۔

فاطمی: ان افراد کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت علی کی اس اولاد تک پہنچتا ہو جو بطن فاطمہ یعنی حضرات حسن وحسین سے ہیں اہل تشیع کے یہاں ان کو اہل بیت رسول یا عترت رسول بھی کہا جاتا ہے۔

ائمہ اہل بیت: مندرجہ ذیل بارہ حضرات کو ائمہ اہل بیت کہا جاتا ہے

حضرات (۱) علی (۲) حسن (۳) حسین (۴) علی السجاد/زین العابدین (۵) محمد الباقر (۶) جعفر الصادق (۷) موسیٰ الکاظم (۸) علی الرضا (۹) محمد الجواد/التقی (۱۰) علی النقی (۱۱) حسن عسکری (۱۲) محمد المہدی المنتظر۔

حسنی: وہ افراد جن کا سلسلہ نسب حضرت حسن تک پہنچتا ہو۔

حسینی: وہ افراد جن کا سلسلہ نسب حضرت حسین تک پہنچتا ہو۔

زینبی: وہ افراد جن کا سلسلہ نسب حضرت زینب بنت حضرت علی تک پہنچتا ہو۔

طباطبائی: وہ افراد جن کا سلسلہ نسب ابراہیم طباطبا بن اسمٰعیل دیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن مثنی تک پہنچتا ہو۔

حسینیوں کی شاخیں:

وہ افراد جن کا سلسلہ نسب ائمہ اہل بیت میں سے کسی امام تک پہنچتا ہو وہ اسی نام کی نسبت سے عابدی، باقری جعفری، موسوی کاظمی، رضوی، لقوی، تقوی کہے جاتے ہیں۔مثلاً امام زین العابدین کی نسبت سے عابدی اور امام محمد الباقر کی نسبت سے باقری وغیرہ۔

زیدی: حضرت علی السجاد زین العابدین اثنا عشریہ کے چوتھے امام کے بیٹے حضرت زید کو بھی محبان اہل بیت نے امام تسلیم کیا تھا ان کی اولاد کو بھی زیدی کہا جاتا ہے اور ان کے سلسلہ امامت و مکتبہ فکر کو تسلیم کرنے والے بھی زیدیہ کہلاتے ہیں۔

سادات: سید واحد ہے، سادہ جمع ہے اور ''سادات جمع الجمع ہے (آج کل بنو فاطمہ کے لیے استعمال ہوتا ہے)

شیعہ: جو نظریہ/عقیدہ امامت پر ایمان رکھتا ہو، ان کو امامیہ بھی کہا جاتا ہے۔

سنی: جو نظریہ/عقیدہ خلافت پر ایمان رکھتا ہو۔

زیدیہ: ''زیدیہ'' اہل بیت کے پانچویں امام حضرت محمد الباقر کی جگہ ان کے بھائی حضرت زید شہید کو پانچواں

امام مانتے ہیں۔ زیدیہ کا نظریہ امامت اثناعشری یا اسماعیلی نظریہ امامت سے مختلف ہے۔ ان کے یہاں امام نہ مامور من اللہ ہے نہ معصوم صرف اس کا بنی فاطمہ میں سے ہونا لازمی ہے۔ علاوہ ازیں وہ فاضل کی موجودگی میں مفضول کی امامت کی قائل ہیں۔

اسماعیلیہ، سبعیہ:

نظریہ/عقیدہ امامت پر ایمان رکھنے والوں میں سے وہ طبقہ جس نے حضرت جعفر الصادق کے بعد ان کے بڑے بیٹے اسماعیل کو ساتواں امام تسلیم کیا اسماعیلیہ کہلایا ان کو سبعیہ (سات کو ماننے والے) بھی کہا گیا ہے۔

موسویہ، اثناعشریہ:

اور جنھوں نے حضرت جعفر الصادق کی دوسری نص کے اعتبار سے ان کے دوسرے بیٹے موسیٰ الکاظم کو امام تسلیم کیا وہ ''موسویہ'' کہلائے اور بارہویں امام کی غیبت کے بعد اثناعشریہ کہلائے اثناعشر عربی میں بارہ کو کہتے ہیں)

(بعض سادات اپنے نام کے ساتھ ''بخاری''''ترمذی''''سبزواری''''واسطی''''گردیزی'' وغیرہ لکھتے ہیں یہ عراق، ایران ترکستان اور افغانستان میں ان مقامات (شہروں) سے نسبت ہے جہاں سے ان کے اسلاف ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے)

امامیہ مکتبہ فکر کی ابتدا

چونکہ نفس مضمون کا بنیادی تعلق امامیہ مکتبہ فکر سے ہے لہٰذا سب سے پہلے امامیہ مکتبہ فکر کی ابتدا سے متعلق جوہن نارمن ہولسٹر کی معروف ترین کتاب ''شیعان ہند'' سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت واضح طور پر کوئی شیعی (امامیہ) عقیدہ موجود نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی تاثر حضرت علی کی موافقت میں تھا بھی تو وہ بہت دھندلا تھا اور اس کی کوئی وقعت عقیدہ کی حیثیت سے نہ تھی۔ حضرت عثمان کے انتخاب کے وقت حضرت علی کی پارٹی نمودار ہوئی لیکن حیثیت ایک فرقہ کی نہ تھی۔ عبداللہ ابن سبا کی تعلیمات کو جن کا ذکر کیا جا چکا ہے ان افراد میں اچھی پذیرائی ہوئی جو حضرت عثمان کے نظم ونسق سے مطمئن نہ تھے۔ اس طرح شیعان علی نے اس گروہ کو خلافت کے لیے ایک امیدوار فراہم کیا۔ (۱)

مندرجہ بالا اقتباس میں مذکور عبداللہ ابن سبا کے متعلق ہولسٹر اس طرح لکھتا ہے۔

ترجمہ: حضرت علی کے حق میں پروپیگنڈے کی ابتدا سب سے پہلے عبداللہ ابن سبا نے کی۔ ابن سبا یمن میں صنعا کا رہنے والا یہودی تھا۔ حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں وہ اسلام لایا اور اسلامی ممالک کے طول وعرض میں یہ کہتا ہوا گھومتا پھرا کہ (نعوذ باللہ) رسول پاک واپس آنے والے ہیں اور اس درمیان میں ان کے وصی (حضرت علی) موجود ہیں جیسا کہ ہر نبی کے ساتھ ہوتا آیا ہے اس نے حضرت علی کے حق میں پروپیگنڈے کی ابتدا کی اور کہا کہ حضرت ابوبکر، عمر و عثمان غاصب ہیں۔ جو روح الوہیت محمد میں موجود تھی وہ علی میں منتقل ہوگئی (نعوذ باللہ) وہ حجاز بصرہ شام میں گھومتا پھرا۔ سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ اس کو بصرہ، کوفہ اور شام سے نکالا گیا۔ حضرت عثمان کی طرف سے مایوس ہو کر وہ ان کا

تختہ الٹنے کے لیے کمر بستہ ہوگیا۔ اس کے اس پروگرام پر ان لوگوں نے لبیک کہا جو حضرت عثمان کے مخالف تھے۔(۲)

وٹی کیوٹس نے بھی قریب قریب یہی خیال ظاہر کیا ہے وہ لکھتا ہے۔

(۱) شیعیت دراصل حضرت علی ابن ابی طالب کی پارٹی کا نام ہے نہ کہ کوئی ایسا مجموعہ جو حضرت علی نے بہ حیثیت ایک دینی معلم کے وضع کیا ہو۔

(۲) شیعہ بہ حیثیت ایک بڑے فرقے کے پہلے نمودار ہوگئے جبکہ ان کے عقائد کے لیے الٰہیات اور موضوعات سے جواز بعد میں دریافت کیا گیا۔(۳)

ان بیانات کے بعد ہم اسی کا ایک اور بیان نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں

ترجمہ: یہ امر مشکوک ہے کہ حضرت علی سے موافقت شیعان علی کی جماعتی کارروائی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت علی کی ذات سے تھا۔ شاید اس لیے کہ وہ رسول اللہ کے عزیز تھے اور اس لیے بھی کہ لوگوں کو ان پر اعتماد تھا۔(۴)

جسٹس سید امیر علی مشہور و معروف شیعی مورخ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: حالانکہ عمرو بن العاص کی چالبازی سے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا جو بنی حمیر اور بنی مضر میں شدید باہمی خانہ جنگی پر منتج ہوا۔ اس وقت تک (مسلمانوں میں) مذہبی فرقے نہ تھے۔ (A History of Saracens, p. 56.)

جسٹس سید امیر علی نے جو کچھ حضرت عمرو بن العاص کے متعلق کہا وہ ان کی شیعی فکر کا آئینہ دار ہے لیکن وہ یہ تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے کہ اس وقت تک مسلمانوں میں مذہبی افتراق نہ تھا یعنی محققین کے اس خیال سے متفق ہیں کہ امامیہ مکتبہ فکر (شیعیت) بعد کی چیز ہے۔

مغربی محققین نیز شیعی مورخ سید امیر علی کے مندرجہ بالا بیانات سے بخوبی واضح ہے کہ پہلی صدی ہجری کے وسط تک امامت کی تھیوری کے ابتدائی خدوخال بھی صاف نہ تھے۔ ادھر تاریخی اعتبار سے حضرت عثمان کے دور میں جو انتشار شروع ہوا تھا، اس کا پہلا مرحلہ کئی خونیں واقعات میں بدل گیا تھا لیکن حضرت امام حسن کی خلافت سے دستبرداری نے شیعان علی کو شدید طور پر کشش و پیچ میں ڈال دیا۔ ان میں سے کچھ نے تو ان کو امام ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ (۵) کچھ نے اس موقف کے تحت اطاعت برقرار رکھی کہ امامت سے دستبرداری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بہر حال جو کچھ بھی ہوا اس واقعہ سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ نظریہ امامت ابھی تک غیر واضح تھا، اور اس کے اصول و مبادی کا انحصار خود متبعین کی اپنی فکر پر تھا۔ ۴۱ھ/۶۶۱ء میں اس دستبرداری کے نتیجہ میں حضرات امیر معاویہ خلیفہ ہوئے۔ ان کا زمانہ خلافت قریباً بیس سال رہا اس عرصہ میں ۴۹ھ/۶۶۹ء میں حضرت امام حسن کا انتقال ہوگیا اور سلسلہ امامت میں ان کے جانشین حضرت حسین ہوئے۔ لیکن ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کے تعلقات حضرت امیر معاویہ سے قائم رہے اور حسبِ شرائطِ صلح نامہ دونوں حضرات وظائف وصول کرتے رہے۔ حضرت امام حسین کے متعلق تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ وہ دربارِ خلافت میں برابر آتے جاتے تھے حتیٰ کہ انھوں نے قسطنطنیہ پر عربوں کے پہلے حملے میں خلیفہ وقت کی فوج میں

شامل ہو کر شرکت بھی کی۔(۶) واللہ اعلم۔ نزاعی شکل تو اسوقت پیدا ہوئی جب حضرت امیر معاویہ کے انتقال کے بعد یزید خلیفہ ہوا اور حضرت امام حسین نے اس کی بیعت سے انکار کیا جس کے نتیجے میں احادثہ کربلا رونما ہوا۔ حضرت امام حسین کی کربلا میں شہادت اسلامی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے کیونکہ اس نے شیعان علی (محبان اہل بیت) سے ہمدردی کے لیے موثر ترین سبب فراہم کیا۔ اگر چہ اس کا تعلق نظریہ/عقیدہ امامت سے بہت محدود ہے لیکن حضرت امام حسین کی شہادت عامۃ المسلمین کے لیے ہمیشہ سے فکر وعمل کی راہیں کھولتی آئی ہے لیکن اس تاریخی حقیقت کو کیا کہا جائے کہ میدان کربلا میں تو حضرت علی کی بیشتر اولاد (حسنی، حسینی اور علوی) اموی افواج کے مقابلہ کے لیے شمشیر بکف نظر آتی ہے لیکن حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد کچھ ہی عرصہ میں صورت حال یکسر بدل جاتی ہے۔

حادثہ کربلا کے بعد کے واقعات:

ہولسٹر لکھتا ہے

ترجمہ: امام مظلوم کی شہادت نے شیعوں میں ایسا جوش پیدا کیا جو کوئی اور واقعہ نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ اب بھی گروہوں میں بٹے رہے اور آئندہ بھی بٹتے رہے۔(۷)

ہولسٹر کی تصدیق وٹی کیوٹس اس طرح کرتا ہے

ترجمہ: ''کربلا میں حضرت امام حسین کی شہادت کے فوراً بعد شیعوں میں خلافت کے حصول کے لیے بہت سے گروہ پیدا ہو گئے۔(۸)

مندرجہ بالا صورت حال کے متعلق گزشتہ صدی کا معروف محقق ایم سلوسٹر، ڈی ساسی لکھتا ہے

ترجمہ: شیعان علی بہت جلد گروہوں میں بٹ گئے، اگر چہ یہ سب محبان اہل بیت تھے لیکن ان میں نہ تو اس عالی نسب کے حقوق امارت پر اتفاق تھا اور نہ اس پر متفق تھے کہ حق امارت کون سی شاخ حسنی، حسینی، علوی کو منتقل ہوا ہے۔(۹)

برصغیر کے نامور شیعی مورخ سید امیر علی دردمندی سے لکھتے ہیں

ترجمہ: توقع تو یہ تھی کہ ظلم وستم شیعان علی کو متحد رکھ سکے گا لیکن اگر چہ سب اس بات پر متفق تھے کہ خلافت و امامت اہل بیت کا حق ہے لیکن ان میں سے اکثر نے کسی منصوبہ بندی یا جانب داری کے تحت مسلمہ ائمہ کے علاوہ دیگر افراد سے وابستگی اختیار کر لی۔(۱۰)

(امیر علی نے جن دیگر افراد کا ذکر کیا ہے، ان کی تفصیل آگے آتی ہے)

فاطمیوں اور علویوں میں اختلاف

حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے شیعان علی کا سب سے بڑا گروہ کیسانیہ کہلاتا ہے یہ لوگ حضرت علی کے ایک اور بیٹے حضرت محمد بن الحنفیہ سے منسلک ہو گئے۔ حضرت محمد کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا اور اس نسبت سے یہ محمد بن الحنفیہ کہلائے۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ جمل میں حضرت علی نے علم

ان کو دیا تھا اور اس طرح ان کو حضرت علی سے امامت براہ راست ملی تھی۔ بہر حال شیعوں کے ایک گروہ نے حضرت علی اوسط/ علی اکبر/ علی السجاد/ المعروف بہ زین العابدین کو چوتھا امام تسلیم کیا۔ حضرت محمد بن الحنفیہ اور حضرت زین العابدین میں امامت سے متعلق اختلاف ایک دلچسپ طریقہ سے طے پایا۔ وہ یہ کہ یہ دونوں حضرات اس پر راضی ہو گئے کہ اس بات کا فیصلہ کہ کون حق پر ہے۔ حجر اسود پر چھوڑ دیا جائے کہا جاتا ہے کہ جب یہ دونوں بزرگ حجر اسود کے پاس پہنچے تو حجر اسود میں لرزش پیدا ہوئی اور اس نے فصیح عربی میں حضرت علی السجاد کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے حضرت محمد بن الحنفیہ نے ان کا نائب ہونا قبول کر لیا (۱۱) لیکن کیسانیہ اپنی بات پر اڑے رہے جیسا کہ ان کے شاعر الکثیر (متوفی ۱۰۵ھ/۲۳) نے کہا ہے۔ ترجمہ حق کے ولی چار ہیں برابر (رتبہ میں) علی اور تین ان کی اولاد میں سے۔

محمد بن الحنفیہ سے عقیدت نے یہ رخ اختیار کیا کہ ان کے پیروؤں نے ان کی وفات (۸۱ھ/۷۰۰ء) کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ وہ مستور ہو گئے ہیں اور عنقریب ظاہر ہوں گے (۱۲)۔ حضرت محمد الحنفیہ کے بعد ان کے سلسلہ کے امام ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ ہو گئے۔ اب یہ گروہ کیسانیہ کی بجائے ہاشمیہ کہلایا۔ ابو ہاشم عبداللہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عالم، فاضل، فصیح و بلیغ تھے (۱۳)۔ اور اپنے والد بزرگوار (محمد بن الحنفیہ) کے باطنی علوم کے وارث تھے۔ حیرت ہوئی ہے کہ ایسے فاضل اور باطنی علوم سے آراستہ بزرگوں میں افہام و تفہیم کے لیے قرآن وسنت کی بجائے حجر اسود کو ثالثی کا کردار ادا کرنا پڑا اور وہ بھی شیعان علی کے ایک گروہ کو قابل قبول نہ ہوا۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کہ حجر اسود کے متعلق حضرت عمر سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر کہا بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (تجرید البخاری، صفحہ ۳۲۳/۳۲۴)

حجر اسود کے متعلق یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تین صدیوں کے بعد امامیہ (اسماعیلیہ) کے ایک فرقہ قرامطہ نے اسی حجر اسود کا جو حشر کیا وہ تاریخ کے صفحات پر آنسو بہا رہا ہے (۱۴) جبکہ دوسری بار اس نے فیصلہ بھی اسماعیلیہ کے حق میں دیا تھا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

(حواشی)

(۱) The Shia of india از John Norman Hollister, شائع کردہ: LUZAC & Company, Ltd: London,1953, p,24

(۲) ایضاً

(۳) The Fatimid Theory of State P.J.Vatikiotis page 1&2

(۴) ایضا، صفحہ ۷

(۵) ہولسٹر، صفحہ ۵۹ (بحوالہ نوبختی)

(۶) ایضا، صفحہ ۶۲، (بحوالہ The History of Mohammadanism از ٹیلر، اس فوج کے سپہ سالار کے متعلق اختلاف چلا آتا ہے)

(۷) ہولسٹر، صفحہ ۱۹۵،

(۸) The Fatimid Theory of State, P. 5

(۹) Von Hammer the assassins, page:291

(۱۰) The spirit of Islam page 320

(۱۱) ہولسٹر، صفحہ ۶۶، ۶۷

(۱۲) دیکھیے مقالہ ''کیسانیہ''، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام،

(۱۳) تاریخ فاطمیین مصر، حصہ اول، صفحہ ۴۷

(۱۴) دیکھیے اسمعیلیہ اور عقیدہ امامت کا تعارف تاریخی نقطۂ نظر سے صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵

☆......☆......☆

مولانا اعجاز صمدانی

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوۃ واجب ہے:

(۱) سونا (خواہ کسی شکل میں ہو)------------------------------ مثلاً اِس کی قیمت:-50,000/-

(۲) چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو)------------------------------ // ----------10,000/-

(۳) مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین (۱) ------------- 300,000/-

(۴) بینک میں جمع شدہ رقم-- 100,000/-

(۵) اپنے پاس موجود نقد رقم-- 100,000/-

(۶) ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو)

خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو-------- 50,000/-

(۷) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے)-- 10,000/-

(۸) کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔

ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو)------------------------------------ 50,000/-

(۹) جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جاسکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے)------------------------ 50,000/-

(۱۰) بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوۃ ہوگی) (۲) 100,000/-

(۱۱) کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مال تجارت------------------- 10,000/-

(۱۲) کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو)---------------- 10,000/-

---

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پردے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۳) خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا------------------ -/200,000

(۱۴) تیار شدہ مال کا اسٹاک-- -/20,000

(۱۵) کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)---------- -/50,000

کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں------- -/11,10,000

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱) واجب الاداء قرضہ(ا)-------------------------مثلاً------------------- -/10,000

(۲) کمیٹی (بیسی) کے بقایاجات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)---------//------------ -/100,000

(۳) یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں------//------------ -/10,000

(۴) پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں---------------//------------------ -/100,000

(۵) ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں------------ -/100,000

(۶) گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو-------------------------- -/10,000

(۷) قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں------------------------------ -/10,000

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی---------- -/3,80,000

کل مالِ زکوٰۃ (رقم)-------------- -/11,10,000

وہ رقم جو منہا کی جائے گی------------ -/3,80,000-

وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے--------- -/7,80,000

مقدارِ زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)------------ -/18,250

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

(ا) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت و تجارت ص ۹۴)

شیخ راحیل احمد مرحوم (سابق قادیانی) قسط نمبر 1

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ

مذہب اسلام نے جہاں دنیا پر اور بہت سے احسان کیے ہیں اور نسلِ انسانی کا شرف قائم کیا ہے، وہاں ایک اور احسان تمام مذاہب پر بھی کیا، جس کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اسلام نے تمام سابقہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا شرف قائم رکھا اور ان کی سچائی کی گواہی دی ہے اور مزید یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی اپنی امتوں یا مخالفین کی لگائی ہوئی تہمتوں سے پاک صاف کر کے ان کی عصمت وعفت کو اجاگر کیا ہے۔ ان انبیاء میں سے خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف ان کی عظمت اور بڑائی کا ذکر کیا ہے بلکہ ان کی پاک دامنی کی گواہی بھی دی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کے دوبارہ نازل ہونے کی متواتر احادیث میں خبر بھی دی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کئی جگہ ذکر آتا ہے۔ خاکسار صرف دو حوالے پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ): ''اور جب ملائکہ نے کہا کے اے مریم! اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے چن لیا ہے''۔ (آل عمران: ۴۲)

آگے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ (ترجمہ): ''جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے کلام کے ذریعہ (ایک لڑکے کی) بشارت دیتا ہے۔ اس (مبشر) کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا، جو (اس) دنیا میں اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا''۔ (آل عمران: ۴۵)

حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم حاکم اور عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ پس صلیب کو توڑیں گے اور لڑائی کو موقوف کر دیں گے''۔ (صحیح البخاری، باب: نزول عیسی ابن مریم، ج:۱ص:۴۹۰)

اور دوسری جگہ حدیث میں مروی ہے کہ ''اللہ عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کرے گا، پس وہ نازل ہوں گے دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس، دو زرد چادروں میں ملبوس، دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے''۔
(رواہ المسلم، ج:۲،ص:۴۰۱، باب: ذکر الدجال)

قرآن کریم اور احادیث کی شہادتوں کے بعد آگے چلتا ہوں اور یہ اس لیے ضروری تھا کہ جب آپ باقی مضمون کو ان آیات اور احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے پڑھیں گے تو صحیح تاثر سامنے آئے گا۔

آج سے تقریباً ۱۲۰ سال قبل ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔ کیونکہ الہام کا دعویٰ بظاہر معمولی فضول بات تھی۔ دوسرے وہ شخص آریہ سماج اور عیسائیوں کے خلاف مضامین لکھ کر (بظاہر) اسلام کے اوپر حملوں کا دفاع کر رہا تھا اور ان کو اسلام کے نام پر چیلنج کر رہا تھا۔ اس لیے لوگوں کا رجحان مثبت ہی رہا۔ اس کے بعد اس نے اسلام کی حمایت میں پچاس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور لوگوں سے اس کے لیے ایڈوانس پیسے بھی اکٹھے کرنے شروع کر دیے اور ۱۸۸۴ء تک اس کی چار جلدیں بھی شائع کر دیں۔ ان کتابوں کے اندر الہامات کی آڑ میں اس نے اپنے آئندہ منصوبوں کی بنیادیں بھی رکھ دیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ ''مولویوں نے میرے الہاموں پر اس وقت اعتراض نہیں کیا۔ اس طرح وہ (علماء) بیچ میں پھنس گئے''۔ (اربعین نمبر۲،ص:۲۱، رخ جلد:۱۷،ص:۳۶۹)

خیر ان چار جلدوں کے شائع ہونے سے دو چار علماء نے (مجھے یقین ہے کہ انگریزوں کے ایماء پر) واہ واہ سبحان اللہ! کے ڈونگرے اپنے رسالوں اور اخباروں میں برسانے شروع کر دیے۔ جس سے سادہ لوح عوام کا اعتقاد ''مرزا قادیانی کے اسلام کا پہلوان'' ہونے پر اور بڑھ گیا اور مرزا قادیانی کے اگلے ارادوں اور اقدامات کے لیے میدان کسی حد تک ہموار کیا۔ (یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کتاب کی پانچویں جلد اگلے ۲۳ سال بعد اور اس کے شائع ہونے کے ساتھ ہی پچاس جلدوں کا وعدہ بقول مرزا قادیانی کہ ''پچاس اور پانچ میں نکتہ کا فرق ہے''۔ (قادیانی فلسفہ پورا ہو گیا) (براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۷، رخ جلد:۲۱،ص:۹)

خیر اس مشہوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۸۸۹ء میں مرزا قادیانی نے (بقول ان کے خدا سے الہام پا کر) مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ چونکہ ایک اچھی پلاننگ اور کامیاب پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسلام کے چیمپئن اور محافظ کے طور پر مشہور ہو چکے تھے۔ اس لیے اس کے اس دعویٰ کے وقت اکا دکا آوازیں مخالفت میں اٹھیں مگر بالعموم اس دعوے کے متعلق بھی معمولی سی قیل و قال کے بعد خاموشی چھا گئی۔ جب مرزا قادیانی نے دیکھا کہ اس کی دکان چل نکلی ہے تو اس بار اس نے زیادہ لمبا عرصہ انتظار نہیں کیا اور اپنے سابقہ عامۃ المسلمین والے متفقہ عقیدہ کے برخلاف دعویٰ کر دیا کہ خدا نے الہاماً اس کو بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اپنی کتاب (توضیح المرام، ص:۸، رخ جلد:۳،ص:۵۴) میں لکھا کہ ''قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے''۔ (ازالہ اوہام، حصہ دوم، رخ جلد:۳،ص:۴۲۳)

اگلی کتاب میں یہ ذکر تیس جگہ بن گیا۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ سر سید احمد خان بانی علی گڑھ کالج نے ۱۸۷۲ء میں یہ اپنی تفسیر میں لکھا تھا کہ ''قرآن کریم میں تین جگہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

الہاماً وفات عیسیٰ کی خبر پانے کے بعد ساتھ ہی ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مثیل عیسی ہونے کا دعویٰ کر دیا''۔
(ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۱۹۲)

جس سے بہت سارے دور اندیش لوگوں نے محسوس کر لیا کہ بات یہاں رکتی نظر نہیں آتی، مخالفت کا شور اٹھا، لیکن (میرے خیال کے مطابق انگریزوں کے اشارے پر بعض نام نہاد علماء جن کو انگریزوں نے نامعلوم خدمات کی بنا پر چار مربع زمین بھی دی تھی) اور اسی قبیل کے چند دوسرے لوگوں نے مرزا قادیانی کے مخالفین کے خلاف آوازیں اتنے زور شور کے ساتھ بلند کیں کہ سنجیدہ اور بادلیل مخالفت ان کے شور میں دب گئی اور بے معنی اور بے دلیل مخالفت کی نورا کشتی نے نہ صرف سنجیدہ طبقہ کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا بلکہ مرزا قادیانی کو شہرت ملی اور جسد اسلام میں پنجے گاڑنے کے لیے اس کے ہاتھ بھی مضبوط کیے۔ اس طرح مرزا قادیانی باوجود اپنی تردیدوں کے مثیل مسیح سے مسیح موعود بنا۔ اس کے بعد مثیل محمد بنا اور اسی طرح اپنے آپ کو ترقی دیتا گیا اور ''کشفاً خدا تک بن گیا''۔
(آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۶۴، رخ جلد:۵)

اور اپنے خدا کے مؤقف تک پہنچنے کے لیے اس نے اتنی قلابازیاں کھائیں ہیں کہ غالباً یہ راتوں رات اپنے مؤقف بدلنے والے سیاست دانوں نے اسی سے سیکھا ہے۔

میں یہاں مرزا قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف اوقات میں مختلف مؤقف بغیر کسی عالمانہ بحث کے پیش کروں گا۔ کیونکہ جید علماءِ کرام اس بحث میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور اس کی روشنی میں مرزا قادیانی کی زندگی کا مختصر سا جائزہ پیش کروں گا۔

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام:

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا''۔ (براہین احمدیہ، رخ جلد:۱،ص:۵۹۳)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ ''حضرت مسیح انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے''۔
(براہین احمدیہ، حاشیہ، رخ جلد:۱،ص:۴۳۱)

اور جگہ مرزا قادیانی کے متعلقین لکھتے ہیں کہ ''ان الہامات کے نزول کے ساتھ تصرف الٰہی سے یہ ہوا کہ آپ پر اپنی بعثت کے ابتدائی ایام میں یہ راز بالکل بھی نہیں کھلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں یہ رسمی عقیدہ بھی درج فرما دیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں

گئے‘‘۔(تاریخ احمدیہ، ج:۲،ص:۴۰،طبع اوّل)

ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلے ایمان یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اس کتاب میں اس نے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہے جس کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ’’مستحکم کتاب ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کے بارے میں خواب میں خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور شیریں میوہ قرار دیا ہے‘‘۔(براہین احمدیہ، رخ جلد:۱،ص:۲۷۵)

اس کتاب کو جس کا نام بقول مرزا قادیانی کے مستحکم دلائل کی وجہ سے قطعی کہا تھا کو بھول گیا اور الہام ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اس اعلان کے ساتھ پلاننگ کا اگلا حصہ شروع ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ فوت ہو چکے ہیں اور اب وہ اس دنیا میں دوبارہ نہیں آئیں گے، اس لیے ان کی آمد ثانی کے متعلق جو احادیث ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ ’’ان کا کوئی مثیل آئے گا اور خدا نے مجھے (یعنی مرزا قادیانی، ناقل) الہاماً بتایا ہے کہ وہ مثیل عیسیٰ میں (مرزا قادیانی) ہوں‘‘۔(ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۱۹۷)

اس پر شور پڑا اور لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ جس مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا وعدہ دیا گیا ہے، آپ اس مسیح کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے فوراً تردید کر دی اور کہا کہ:

’’اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ مفتری اور کذاب ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۱۹۲)

اب دیکھئے کہ آج مرزا قادیانی کی جس کتاب کو دیکھیں، اس کے ٹائٹل پر نام مرزا غلام احمد مسیح موعود (نعوذ باللہ) لکھا ہوتا ہے۔ اب اس میں کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ کس صفائی سے لوگوں کے منہ میں لفظ ’’مسیح موعود اور مسیح ابن مریم‘‘ ڈالا جا رہا ہے۔ یہاں مسیح موعود کا تو سوال ہی نہیں تھا بلکہ سوال یہ تھا کہ مثیل کہاں سے آ گیا؟ کیونکہ احادیث میں مثیل کا ذکر نہیں تھا۔ بلکہ ابن مریم کا ذکر تھا اور مرزا قادیانی مثیل کہاں سے کیوں اور کیسے بن گیا؟ اب مزے کی بات یہ ہے کہ جس بات کی تردید کر رہا ہے اور جس پر لوگوں کو کذاب اور مفتری قرار دے رہا ہے، اب تھوڑا عرصہ نہیں گزرا کہ وہی دعویٰ کر دیا۔ یعنی کہ میں (مرزا قادیانی) مسیح موعود ہوں۔ لکھتا ہے کہ ’’میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا‘‘۔(تحفہ گولڑویہ، رخ جلد:۱۷،ص:۲۹۵)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ ’’مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے

کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے''۔(مجموعہ اشتہارات، جلد:۲،ص:۴۳۵)

اب قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ کتنے کم فہم لوگ تھے جنھوں نے مرزا قادیانی کے ارادوں کو بھانپ لیا؟ لیکن اب یہ بھی دیکھیں کہ مرزا قادیانی کے بقول جن لوگوں نے مرزا قادیانی پر عیسیٰ ابن مریم ہونے کا الزام لگایا تھا وہ مفتری اور کذاب تھے اور کتنے بڑے مفتری اور کذاب تھے؟ مرزا قادیانی کی یہ تحریر خود بتا رہی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''اس (یعنی اللہ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا...... پھر دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی۔ پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی...... مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے عیسیٰ بن مریم ٹھہرا''۔(کشتی نوح، رخ جلد:۱۹،ص:۵۰)

اب ایک سوال اور سامنے آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عیسیٰ بن مریم کی خبر دی تھی وہ تو حاکم اور عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور حکومت و خلافت کی ذمہ داری ادا کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی بطور حاکم کے تو کیا آتا بلکہ جو اپنے علاقے کی حکومت اس کے خاندان کے پاس تھی، وہ بھی اس کی پیدائش سے قبل اس کے دادا کے دور میں ہی تقریباً چھن چکی تھی؟ اور مرزا قادیانی اپنی مالی اور خاندانی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ ''ہماری (مرزا قادیانی، ناقل) حالت ایک معمولی درجے کے زمیندار جیسی ہوگئی تھی۔(کتاب البریہ، رخ جلد:۱۳،ص:۱۸۷)

اس اعتراض کے جو جواب مرزا قادیانی نے دیے ہیں، اس میں مزے کی بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس بات کا اپنے ''خدائی الہامات'' کے ذریعہ دوسروں کو یقین دلانے کی کوشش کررہے تھے، اس پر خود ان کو بھی یقین نہیں تھا، ان میں سے دو حوالے پیش خدمت ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ:

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ایسا بھی مسیح آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا بلکہ غریب اور درویشی کے رنگ میں آیا ہے''۔(ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۱۹۷)

اور دوسری جگہ لکھتا ہے کہ ''ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتے ہیں۔ اور ممکن ہے......اوّل وہ دمشق میں نازل ہو''۔(ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۲۵۱)

اب آپ ان تاویلوں اور الہامات پر کیا کہیں گے؟

اب مرزا قادیانی مزید ثبوت یا لوگوں کے دل میں یہ خیال پختہ کرنے کے لیے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے کتنے مشابہہ ہیں، کیونکہ انھوں نے اپنی مسیحیت کی دیوار زیادہ تر مشابہت کی بنیاد پر کھڑی کی تھی۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''۔ (براہین احمدیہ، رخ جلد:۱ص:۵۹۳)

جب لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو معجزے دکھائے ہیں لیکن اس مثیل مسیح نے کیا دکھایا ہے؟ اس پر مرزا قادیانی نے جواب میں اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد:۳ میں جو خامہ فرسائیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پر کی ہیں ان میں سے کچھ نمونہ جات حاضر ہیں۔

۱۔ ......''اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا''۔ (ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۱۰۵،۱۰۶)

۲۔ ......''بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔'' (ازالہ اوہام، رخ جلد:۳،ص:۱۰۶)

۳۔ ......''اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی ابتر ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیں گے''۔ (ایضاً)

۴۔ ......''اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نکل سکیں''۔ (ایضاً)

۵۔ ......''حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی معاف نہیں کیا۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت میں ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں امید باندھ لی تھی''۔ (ایضاً)

لیکن کسی اعتراض سے بچنے اور اشک شوئی کی خاطر اب ان الزامات یا اتہامات کو بیان کرنے کی غرض و غایت بتاتے ہوئے آئندہ کے لیے اپنی غلط پیشگوئیوں کی راہ بھی صاف کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہی الزامات کے بعد لکھا ہے کہ ''غایت ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں۔ مگر یہ غلطی نفس الہام میں نہیں بلکہ سمجھ اور اجتہاد کی غلطی ہے۔ چونکہ انسان تھے اور انسان کی رائے خطا اور صواب دونوں کی طرف جا

سکتی ہے، اس لیے اجتہادی طور پر یہ لغزشیں پیش آ گئیں۔(ازالہ اوہام، رخ جلد:۳، ص:۱۰۶)

قادیانیوں سے ایک سوال:

جو بات بھی خدا کی قسم زہراب کی، یہ تو ایسا ہی ہوا کہ میں دعویٰ کروں کہ یہ جو نوکری ہے اس کے لیے تم جس امیدوار کا انتظار کر رہے تھے، وہ تو فوت ہو گیا ہے اور اس وجہ سے نہیں آ سکتا، لیکن اس کوالیفکیشن کے ساتھ میں آ گیا ہوں جس کوالیفکیشن والے شخص کی آپ کو ضرورت ہے۔ اب مجھے کہتے ہیں کہ بھئی اپنی کوالیفکیشن ثابت کرو جو ہماری ضرورت ہے؟ تو میرا جواب یہ ہے کہ جس امیدوار کی تم امید لگائے بیٹھے تھے اور جو مر چکا ہے، اس نے تو یہ امتحان بھی نقل سے پاس کیا تھا۔ فلاں ڈگری بھی جعلی تھی، ڈومیسائل بھی صحیح نہیں تھا، وغیرہ وغیرہ! تو کیا یہ صحیح طریقہ ہو گا؟ یا مجھے اپنے کوالیفکیشن سامنے رکھنی چاہیے؟ سوال تو صرف یہ ہے کہ اس کوالیفکیشن کی صحت پر اس سے پہلے بھی اعتراض نہیں ہوا اور اس سٹینڈرڈ کو اس نوکری کے لیے ایک سٹینڈرڈ قرار دیا جا چکا ہے۔ اب بجائے دوسروں کی غلطیوں یا خامیوں کی نشاندہی کہ اپنا سٹینڈرڈ ثابت کرو کہ تم اس کے اہل ہو یا نہیں؟

مرزا قادیانی نے اور بھی بہت سے موشگافیاں (توہین) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دوسری کئی کتابوں میں دکھائی ہیں اور ان کا جواز یہ بتایا ہے کہ یہ اس لیے ہیں کہ عیسائیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اس لیے جواباً سخت زبان استعمال کی گئی ہے۔ میرے نزدیک یہ صرف عذر لنگ ہے اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ تر قارئین بھی میری اس بات سے اتفاق کریں گے۔ کیونکہ اگر ہم صرف اوپر والے حوالوں کو ہی دیکھیں تو ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی چھپے ہوئے خبط عظمت میں مبتلا ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ بھی لینا چاہتے ہیں پر اس دعوے کے ساتھ کہ یہ (مرزا قادیانی) حضرت عیسیٰ سے (نعوذ باللہ) بہتر ہیں۔ میری اس بات کی تصدیق مرزا قادیانی کی دوسری بہت سے تحریرات سے ہو جاتی ہے۔ جسے میں طوالت کے خوف سے یہاں شامل نہیں کر رہا۔ آئندہ ان شاء اللہ! کسی دوسرے مضمون میں ان چیزوں کا بیان ہو گا۔

اب مزید حوالے پیش کروں گا جس میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کے بارے میں کچھ مواد پیش کروں اور قارئین پر یہ فیصلہ چھوڑوں گا کہ آیا جو الزامات یا اتہامات مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے ہیں، آیا وہ خود مرزا قادیانی پر بھی منطبق ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس لیے کہ جب مثیل مسیح یا مسیح موعود ہونے کا مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے تو مماثلت کے لیے مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے بیان کردہ اتہامات، مرزا قادیانی میں ہونے ضروری ہیں۔ تب ہی مرزا قادیانی مثیل مسیح یا مسیح موعود بنے گا؟

خطاب: حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم (سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان)

خطاب

''مجلس احرار اسلام پاکستان کی تمام شاخوں کے ذمہ داران کا سالانہ تین روزہ تربیتی اجتماع جامع مسجد احرار، چناب نگر میں 12,11,10 مارچ 2023 جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ ہفتہ کے روز نماز ظہر کے بعد کی نشست سے حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ وسرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان نے خطاب فرمایا جو ذمہ داران وکارکنان احرار کے لیے مشعل راہ اور لائحہ عمل ہے۔'' (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس پروگرام کی جب شروع میں ترتیب بن رہی تھی تو اس وقت بھائی آصف صاحب نے لاہور میں یہ تاریخ ذکر کی تھی اور ساتھ میں سید کفیل شاہ صاحب بخاری نے کہا کہ آپ نے اس پروگرام میں شرکت کرنی ہے۔ تو الحمدللہ ایک وقت جو کافی عرصہ پہلے طے ہوا تھا آج اس پروگرام میں حاضری ہو رہی ہے اور آپ حضرات سے ملکر خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اس میٹنگ میں جہاں پر مجلس احرار اسلام کے پورے پاکستان کے ذمہ داران اور نومسلم ساتھی بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس محنت وکاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ہمارے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

بڑے جب اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو جو اصاغر ہوتے ہیں جہاں وہ ان کے باقی معاملات کے وارث بن جاتے ہیں اسی طرح وہ اصاغر اپنے اکابرین کے تعلقات، مراسم اور روابط کے بھی وارث بن جاتے ہیں۔

اسی طرح ہمارا خاندان یعنی حضرت مولانا ابوسعد احمد خان نور اللہ مرقدہ سے لے کر اب تک، درمیان میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب لدھیانوی پھر ہمارے والدگرامی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہما اوراسی طرح دار بنی ہاشم میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر ان کے سارے فرزندان پھر اب سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری یہ ہمارے خاندان کا آپس میں ایک رشتہ ہے ایک تعلق ہے ایک اعتماد ہے جو ہمارے بڑوں نے شروع کیا تھا وہ اب ہم پہ آ پہنچا ہے۔ اپنی طرف سے ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا یہ تعلق جس طرح بڑوں نے قائم کیا تھا اسی نہج پہ رہے۔ الحمدللہ! آج تک اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور ہماری کوشش ہوگی کہ یہ دونوں گھرانے اور اکابرین کی اولاد اسی طرح با اعتماد رہ کر اپنا وقت پورا کریں۔ ہر آدمی نے اس دنیا سے چلے جانا ہے اور ان کے خیر کے کام اس کے کام آئیں گے اور جو خیر کے کام نہیں کرے گا اس کا وبال پھر اس کو بھگتنا پڑے گا۔

اسی طرح مجلس احرار اسلام کی ساری زندگی ہمارے والدگرامی (حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ) نے سرپرستی کی اور خصوصاً یہاں بارہ ربیع الاوّل کو جو سالانہ ختم نبوت کانفرنس یہاں ہوتی ہے اس کے لیے

بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی ڈائری میں نوٹ فرماتے تھے۔ پھر اس کانفرنس پر آنے کی پوری کوشش کرتے تھے کہ کہیں یہ پروگرام رہ نہ جائے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بارہ ربیع الاوّل کی کانفرنس بھی تھی اور سیلاب بھی آیا ہوا تھا اور خوشاب والا راستہ بھی بند تھا آنے جانے کے لیے ٹریفک کا نظام معطل تھا۔ والد صاحب نے بڑی کوشش کی کہ جھنگ والے راستے سے چناب نگر پہنچوں لیکن سیلاب کی وجہ سے سارے راستے بند ہو جاتے ہیں، میری اپنی یادداشت کے مطابق والد صاحب ایک آدھ دفعہ یہاں تشریف نہیں لا سکے۔ ورنہ اگر ملک کے اندر ہوتے تو ضرور تشریف لے آتے تھے۔

اب اس تسلسل کو ہمارے بڑے بھائی حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب جو نائب امیر مرکزیہ ہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے۔ اور جہاں بھی احرار ہمیں یاد کرتی ہے ہم اپنی سعادت سمجھتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ہمارے نومسلم ساتھی موجود ہیں۔ میں پہلے بھی لاہور میں ان کے دو اجلاسوں میں شرکت کر چکا ہوں۔ لاہور میں یا کسی اور جگہ سید کفیل شاہ صاحب سے یا ڈاکٹر آصف صاحب سے جب بھی ملاقات ہوتی ہے تو یہ موضوع زیر بحث رہتا ہے کہ ہم اس میں کس طرح بہتری پیدا کر سکتے ہیں۔ اور ان حضرات کی خدمت کس طرح بہتر انداز سے کر سکتے ہیں۔ جو جہاں سے بھی آتا ہے اس کو ہم نے اپنے حلقے میں Accommodate کرنا ہے۔ یہ تذکرہ ہر وقت رہتا ہے۔ ان سے رابطے بھی بحال ہوں، ان کو ہدایت بھی ملے ان کی مشکلات میں کمی لائی جا سکے۔ اور کسی کمی کا احساس نہ ہو۔ جب دو چار آدمی مل بیٹھتے ہیں تو کسی موضوع پر یا مسئلہ پر فکرمندی کا اظہار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ رہنمائی ضرور فرماتے ہیں اور پھر ان کے لیے کوئی راستہ بھی نکل آتا ہے۔ اس لیے اس معاملہ میں ہم ہر وقت متفکر بھی رہتے ہیں، کوشش میں بھی ہیں۔ جہاں کہیں کوئی ایسا سلسلہ نظر آتا ہے تو اس کو ڈسکس کرتے ہیں تا کہ معلومات میں کسی چیز اضافہ ہو تا کہ ہم اسے بہتر انداز سے کر سکیں۔ اس پروگرام میں بھی جو ہمارے نومسلم دوست ہیں ان کو اگر کوئی شکوہ ہو تو وہ بجا ہو گا لیکن ہم بھی اپنی طرف سے اس مساعی میں کوشش میں ہر وقت لگے رہتے ہیں کہ ہمیں ان کی صحیح معنوں میں رہنمائی اور فکر کرنی چاہیے۔ مشکل یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں ہمارا معاشرہ اکثریتی مسلم ہے اور ساتھ ہمارے ہندوستان ہے وہاں پہ مخلوط قسم کی آبادی ہے۔ ہمارے اور ان کے ذہنوں میں بڑا فرق ہے۔ وہاں کے جو مسلمان ہیں وہ بڑے وسیع القلب، ان کی سوچ بڑی وسیع ہے اور ہمارے جو مسلمان ہیں ان میں وسعتِ قلب بھی نہیں سوچ بھی وسیع نہیں۔ ایک مشکل ہے ہمارے ہاں کہ دوسرے کو اپنے اندر سمو لینا اس کو کوئی صورت سامنے نہیں آ رہی۔ ان شاء اللہ جب کوئی آدمی کسی راستے پر چل پڑتا ہے اور کوشش کرتا ہے سمت متعین کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اور ہم بھی کوشش بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی کوئی صورتیں سامنے آتی ہیں تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ نومسلم بھائیوں کی

صحیح معنوں میں رہنمائی کریں۔ اسی طرح جو غور و فکر کے ساتھ کام کیا جاتا ہے اس کے دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ نتیجہ دیر پا ہوتا ہے اور جو کام جلد بازی سے کیا جائے اس کا نتیجہ ٹھیک نہیں ہوتا اور دیر پا بھی نہیں ہوتا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہماری غیبی مدد فرمائے تا کہ ہم صحیح معنوں میں اس راستے پر چل سکیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کام میں ہمارے ساتھ مختلف قسم کے لوگ شریک ہو جائیں۔ ہماری خواہش ہے کہ جو کام ہم کرنا چاہتے ہیں ہم اکیلے اس بوجھ کو نہ اٹھائیں بلکہ معاشرے کی ہر قسم کی کمیونٹی ہمارے ساتھ شریک ہو، تا کہ مل کر وہ کام کریں اور وہ دیر پا ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجلاس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں آپس میں مل کر امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور یہ جو فتنۂ قادیانیت ہے برصغیر میں خصوصاً اس کو اسلام دشمنی کے لیے پروموٹ کیا جاتا ہے۔ جہاں بھی اسلام دشمنی ہوگی اگر آپ اس کو ذرا گہرائی سے دیکھیں گے تو اس کے پیچھے قادیانیت ضرور ہوگی۔ بہرحال اس کے لیے معاشرے میں ہر جگہ رابطہ قائم کرنا ان کو دعوت دینا رابطہ کار متعین کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اب دور جو ہے وہ مناظروں کا نہیں رہا بلکہ اب دور بیٹھ کہ بات کرنے اور Tabletalke کا ہے۔ ایک دوسرے کی سنو بھی سناؤ بھی۔ جب ایک دوسرے کی سن سنا لیں گے تو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والے ہیں وہ ان کے قلوب کو نرم کر دیں گے پھر وہ ان شاء اللہ ھدایت کی طرف ضرور آ جائیں گے۔ لیکن ہمیں ان کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے اور ان کو اپنے قریب کرنے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ ہم اس معاملے میں اپنے افراد کو تربیت دیں، ان کو پورا عبور حاصل ہو قادیانیت پر بھی اور اسلام پر بھی تا کہ والے کو مطمئن کر سکیں۔ اس طرح نہیں ہے کہ کوئی ہمارے پاس آ جائے اور زیادہ بگڑ کر چلا جائے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ بات نہ کی جائے۔ اگر آپ نے تیاری نہیں کی تو پھر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے جو ساتھی اس فیلڈ میں کام کرتے ہیں میری ان سے گزارش ہے کہ بہت زیادہ اپنے بڑوں سے رہنمائی لے کر پھر بات کیا کریں تا کہ وہ سودمند بھی اور نفع مند بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مل بیٹھنے کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آپ لوگوں کا یہاں رہنا اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ آپ لوگ دور دراز سے یہاں آئے ہیں، سفر کی مشقتیں برداشت کر کے آئے ہیں ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائیں گے (امین)

اخبار الاحرار

احرار ختم نبوت کانفرنس چکڑالہ (رپورٹ: زاھد محمود۔20 مارچ 2023)

مجلس احرار اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی کی طرف سے چکڑالہ کی سرزمین پر منعقد کردہ تاریخ ساز سالانہ ختم نبوت کانفرنس گزشتہ روز اپنے اختتام کو پہنچی۔ کانفرنس میں عوام الناس اور علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پیر طریقت حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب (اٹک) نے فرمایا کہ ختم نبوت کے مبارک عنوان پر ہونے والی اس تاریخی کانفرنس میں شرکت باعث برکت و سعادت ہے۔ مقصد یہی ہے کہ محشر کے دن اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

وکیل صحابہ حضرت مولانا سید علی معاویہ شاہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دین کا کام کرنے والوں کا حسب نسب نہیں دیکھتے۔ بلکہ رب کے ہاں تڑپ اور طلب کو دیکھا جاتا ہے۔ تڑپ اور طلب سچی ہو تو سکھ خاندان کا بوٹا سنگھ بھی جب اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری بنا دیتا ہے۔ فرمایا کہ مولانا احمد علی لاہوری سے کسی نے پوچھا کہ دین کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ دین تین چیزوں کا نام ہے۔ عبادت سے اللہ کو، اطاعت سے رسول اللہ کو اور خدمت سے مخلوقِ خدا کو راضی کرلو۔ فرمایا کہ اگر آج کے فتنہ ساز ماحول میں کوئی ہم سے پوچھے کہ دین کیا ہے تو ہمارا جواب ہوگا کہ دین نام ہے اللہ کے راج کا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رواج کا اور صحابہ کرام کے انداز کا۔ اگر کوئی پوچھے کہ صحابہ کرام کا انداز کیا ہے تو جواب یہی ہوگا کہ قرآن کا مزاج ہی صحابہ کرام کا انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے جن صفات کے حامل افراد کی تیاری مقصود تھی، وہ صفات صحابہ کرام میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اس کے بعد دین اسلام میں کسی طرح کی کمی بیشی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ انگریز نے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں جھوٹا نبی (نبوت کا جھوٹا دعویدار) بنایا تو اس کو اتنی جلدی میں بنایا کہ اسے ایک آنکھ سے ہی محروم کر ڈالا۔ اس کی ماں کا نام ''گھسیٹی'' تھا جو مفہوم کے لحاظ سے کہیں سے بھی شرافت کی علامت نہیں تھا۔ تعجب ہے کہ یہ ایک ایسا نبی (نبوت کا جھوٹا دعویدار) تھا جو پیدا پنجاب میں ہوا، اور بقول اس کے اس پر وحی انگریزی میں بھی آتی تھی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری برصغیر کے وہ واحد مجاہد تھے جنہوں نے عوام الناس میں تحفظ ختم نبوت کی روح پھونکی تھی۔ جنہوں نے زبان و بیان کے ذریعے مرزائیت کو جگہ جگہ ناکوں چنے چبوائے۔ آپ کی جماعت مجلس احرار اسلام کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہی 1974 کا تاریخ ساز فیصلہ ہوا اور قادیانی فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خائب و خاسر ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان ''عقیدہ ختم نبوت'' کے تحفظ کا عظیم کام ہر طرح کے مسلکی اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر سرانجام دیں۔

کانفرنس کا آخری اور خصوصی خطاب مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر نواسہ امیر شریعت جناب سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ کا تھا۔ آپ نے احرار کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ مرزائیت کے باطل عقائد و افکار کے

خلاف انفرادی حیثیت میں بہت سارے افراد نے کام کیا مگر مجلس احرار اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے بحیثیت جماعت سب سے پہلے قادیانی افکار کے خلاف کام کیا۔ قادیان میں سب سے پہلے مسلم مبلغ کا اعزاز بھی چکڑالہ کے مولانا عنایت اللہ چشتی صاحب کو حاصل ہوا جن کا تعلق مجلس احرار اسلام کے ساتھ تھا۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حقیقی معنوں میں محسن احرار تھے کہ جنھوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''امیر شریعت'' منتخب فرمایا۔ اور پھر پانچ سو علماء نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر امیر شریعت تسلیم کرتے ہوئے ان کی بیعت کی۔ مجلس احرار اسلام کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ تالیف و تصنیف اور سلوک و تصوف کے میدان کے شاہسوار حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے وقت میں مجلس احرار اسلام کی رکنیت حاصل کی اور بیس سال کی رکنیت فیس یکمشت ادا کی۔ مزید فرمایا کہ اگر میں 20 سال کے بعد بھی زندہ رہا تو اگلے 20 سال کے لیے بھی اسی طرح یکمشت رکنیت فیس ادا کروں گا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کے بعد دار فانی سے کوچ کر گئے۔

مجلس احرار اسلام کو یہ اعزاز بھی حاصل رہا کہ ہر شعبہ زندگی کے افراد مجلس احرار اسلام کے معاون رہے اور امیر شریعت کے جلسوں اور آپ کی نجی محفلوں میں شریک ہو کر فیض یاب ہوتے رہے۔

حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری نے فرمایا کہ اگرچہ پاکستان میں ختم نبوت کا مسئلہ قانونی طور پر حل ہو چکا ہے مگر بدقسمتی سے ابھی تک اس قانون پر پوری طرح عمل درآمد نہیں ہو پایا۔ اگر اس قانون پر عمل درآمد ہو بھی جائے تو اس کے بعد بھی عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ و ترویج بذات خود ایک بہت بڑی نیکی ہے جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

قبل ازیں امیر مجلس احرار اسلام حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ نے شاندار اور عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر مجلس احرار اسلام چکڑالہ ومیانوالی کے امیر جناب امتیاز حسین، ضلعی امیر جناب عبداللہ علوی صاحب اور مولانا شفیق الرحمٰن صاحب سمیت تمام کارکنان وعہدیداران کو مبارکباد پیش کی اور ان کی خدمات کو زبردست انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔ علاوہ ازیں مولانا محمد گل شیر شہید، مولانا عنایت اللہ چشتی، کپتان غلام محمد رحمہم اللہ کی خدمات کو بھی بھرپور انداز میں خراج تحسین پیش کیا اور موجودہ دینی کامیابیوں کو مذکورہ بزرگوں کی قربانیوں کا ثمرہ قرار دیا۔

کانفرنس میں کبیر والا کے معروف نعت خواں جناب ارشد قاسمی صاحب نے خصوصی طور پر شرکت کی اور نعتیہ کلام بھی پیش کیا۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ (خانقاہ سراجیہ کندیاں) کی دعا کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

مولانا محمد اکمل کا تحصیل کروڑلعل عیسن، ضلع لیہ کا ایک روزہ تنظیمی و تبلیغی دورہ

(رپورٹ: محمد عدنان شاہ) مجلس احرار اسلام تحصیل کروڑلعل عیسن کی طرف سے مورخہ 17 مارچ 2023ء خطبات جمعۃ المبارک اور درس قرآن مجید کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مبلغین احرار مولانا محمد اکمل صاحب دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام ضلع ملتان) مبلغ ختم نبوت مولوی وقار احمد قریشی اور مولوی محمد سرفراز جماعت کے مرکزی دفتر، دار بنی ہاشم ملتان سے تشریف لائے۔ ضلعی امیر مجلس احرار اسلام ملتان مولانا محمد اکمل نے بستی ڈھپی تحصیل کروڑلعل عیسن ضلع لیہ کی مسجد اللہ والی میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے اصلاح معاشرہ، رمضان اور تلاوتِ قرآن کی

اہمیت کے حوالے سے گفتگو فرمائی جبکہ مولوی وقار احمد قریشی صاحب نے جامع مسجد شینہ والہ تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت، منصب ختم نبوت اور استقبال رمضان المبارک کے عنوان کو اپنا موضوع سخن بنایا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی محبت اور معرفت اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع نہ کی جائے۔ بعد نماز مغرب لیہ سٹی کالونی علی ہجویری میں مولانا محمد اکمل نے درس قرآن مجید ارشاد فرماتے ہوئے غلبہ و نفاذ اسلام، قانون ناموس رسالت کی حفاظت، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، مقام ازواج و بنات رسول کے دفاع اور استقبال رمضان المبارک کے عنوانات پر صراحت کے ساتھ درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہم آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور غلام کو یہ حق نہیں کہ کوئی عمل اپنے آقا کی مرضی کے خلاف کرے، لہٰذا ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر مکمل عمل پیرا و کاربند ہونا چاہیے۔ درس قرآن مجید کی نشست کے بعد مجلس احرار اسلام کے مقامی ذمہ داران و کارکنان اور دیگر ساتھیوں میں سے جناب قاری نذیر صاحب اور قاری ضیاء اللہ ہاشمی صاحب کے بھانجے جناب محمد عمران صاحب سے ملاقات کی جس کے بعد واپس دار بنی ہاشم کے لیے روانہ ہوئے۔

دس روزہ سالانہ ختم نبوت کورس، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

(رپورٹ: محمد فرحان الحق حقانی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ دس روزہ ختم نبوت کورس 25 فروری تا 05 مارچ 2023ء مرکز احرار، دار بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوا۔ دس روزہ کورس میں ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام، شیوخ الحدیث، مناظرین، قانون دان اور دانشور حضرات نے اپنے اپنے موضوعات پر سیر حاصل اسباق پڑھائے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ و قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، علامہ عبدالغفار تونسوی، شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور، مولانا ارشاد احمد، مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد نواز نقشبندی، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کی تحریک آزادی اور ختم نبوت کے حوالے سے جدوجہد اور لازوال خدمات تاریخ کا زریں و روشن باب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے اکتوبر 1934ء میں قادیانیوں کی تمام تر بدمعاشی و غنڈہ گردی کے باوجود قادیان میں تین روزہ ''احرار تبلیغ کانفرنس'' منعقد کی اور قادیانیوں سمیت دیگر غیر مسلموں کو اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے کی باضابطہ دعوت دی۔ جس کے نتیجے میں کئی قادیانیوں نے مرزائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ الحمدللہ

قیام پاکستان کے بعد چناب نگر (سابق ربوہ) میں فرزندان امیر شریعت اور اکابرین احرار نے مسلمانوں کے پہلے مرکز ''جامع مسجد احرار'' کا سنگ بنیاد رکھا جس کی پاداش میں احرار کارکن اور قائدین کو گرفتار کر لیا گیا، مگر انہوں نے نامساعد حالات کے باوجود اپنا دعوتی و تبلیغی سفر جاری رکھا جو آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی جاری و ساری رہے گا۔ کورس کی مختلف نشستوں سے ممتاز دینی رہنماء و شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی، مولانا محمد مغیرہ (مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان) حافظ سید محمد معاویہ بخاری (مدیر: ماہنامہ

الاحرار)، مولانا تنویرالحسن احرار، مولانا مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، عبدالوارث گل، حافظ عبیداللہ اور ڈاکٹر محمد آصف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دفاع صحابہ ہی دفاع اسلام و پاکستان ہے۔ انہوں نے کہا کہ ارکان سینیٹ قومی اسمبلی آف پاکستان سے متفقہ طور پر منظور شدہ ''ناموس صحابہ واہل بیت بل'' کو جلد از جلد قانونی شکل دیکر اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام پوری امت مسلمہ کے محسن ہیں اور ان کا ہم پر یہ قرض و فرض ہے کہ جماعت صحابہ پر تبرا کرنے والوں کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور انہیں آئین و قانون کی روشنی میں قرار واقعی اور عبرت ناک سزا دی جائے۔ جبکہ مقررین نے دور حاضر کے فتنوں بالخصوص منکرین حدیث وقرآن، عیسائیت، رافضیت، بہائیت، اور ہندومت کا تعارف، تاریخ اسلام، حیات عیسی علیہ السلام، مرزا قادیانی کے دعاوی، یہودی تحریکیں، مغربی تہذیب اور اس کے اثرات، قادیانیت کی سیاسی تخریب کاریوں جیسے اہم عنوانات پر اظہار خیال کیا۔ مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا سید عطاء المنان شاہ بخاری، مولانا محمد اکمل، مولانا محمد الطاف معاویہ، مولانا محمد عثمان ممتاز، مولانا مفتی محمد نجم الحق، مولانا اخلاق احمد، مولانا عبدالباسط انصاری، مفتی ظہیر احمد ظہیر نے آیات واحادیث ختم نبوت، ظہور مہدی علیہ الرضوان، فن خطابت پر تفصیل سے پڑھایا اور مجلس احرار کے شعبہ خدمت خلق، شعبہ تبلیغ کے اہداف ومقاصد اور کام کی تفصیل پر روشنی ڈالی۔ کورس کے انتظامات کو بہتر سے بہترین بنانے کے لیے مولانا محمد اکمل (ناظم کورس)، مولانا فیصل متین سرگانہ، مولانا محمد الطاف معاویہ، مولانا مفتی محمد نجم الحق، مولانا محمد عثمان ممتاز، مولانا اخلاق احمد، مولانا محمد فیصل اشفاق، مولانا محمد شاکر رزاق، رانا محمد عدنان معاویہ، حافظ محمد ابوذر، محمد فرحان الحق حقانی اور ارشاد احمد سمیت دیگر کارکنان احرار وادارہ نے انتہائی دلجمعی و جانفشانی سے اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیا۔ کورس میں مدارس و جامعات، کالج و یونیورسٹی کے طلباء و اساتذہ، تاجر، وکلاء و صحافی اور ڈاکٹرز حضرات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بلاناغہ وعزر کے مکمل کورس میں شامل ہو کر اسناد حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد ایک سو تھی۔ حق تعالی جل مجدہ! ان طلباء کو ختم نبوت کا مجاہد و چوکیدار بنائے۔ آمین

تین روزہ سالانہ تربیتی اجتماع

مجلس احرار اسلام پاکستان اور شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کی ملک گیر سطح پر ماتحت شاخوں کے ذمہ داران کا تین روزہ تربیتی اجتماع (کنونشن) 10،11،12 مارچ 2023ء جمعہ، ہفتہ، اتوار، جامع مسجد احرار چناب نگر میں قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری کی زیر سرپرستی اور ڈاکٹر محمد آصف کی زیر نظامت بھرپور انداز میں منعقد ہوا۔ تربیتی اجتماع کے ایک سیشن کی صدارت خانقاہ سراجیہ (کندیاں شریف) کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتھم نے کی اور کہا کہ خانقاہ سراجیہ، مجلس احرار اسلام اور خانوادہ امیر شریعت کا باہمی تعلق ایک صدی سے چل رہا ہے اور اس تعلق کی قدر مشترک جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وختم نبوت کا تحفظ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مخدوش حالات میں احرار کے ''شعبہ تبلیغ'' نے قادیانیوں اور غیر مسلموں میں دعوت کا جو کام سنبھالا ہے وہ مثالی ہے۔ پوری امت کو اس کام سے جڑ جانا چاہیے تاکہ اسلام کا غلبہ ہو اور پاکستان امن کا گہوارہ بن جائے۔ تین روزہ تربیتی اجتماع کی

کل دس نشستیں منعقد ہوئیں، جن میں مولانا سید محمد کفیل بخاری (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان)، پروفیسر خالد شبیر احمد (سرپرست اعلیٰ)، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ (نائب امیر)، مولانا محمد مغیرہ (مرکزی ناظم اعلیٰ)، مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری (نائب امیر)، میاں محمد اویس، ڈاکٹر شاہد کاشمیری، ڈاکٹر عمر فاروق احرار، مولانا سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمد اکمل، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، محمد قاسم چیمہ، اور (راقم) محمد فرحان الحق حقانی سمیت دیگر ذمہ داران نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کافر ومرتد اور مسلمانوں کے ساتھ گفتگو اور لب ولہجہ کا اسلوب قرآنی اصول اور نبوی تعلیمات کے مطابق اختیار کرنے میں ہی خیر وبرکت ہے۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر پاک وہند کی قدیم ترین وایثار پیشہ جماعت مجلس احرار اسلام دین مبین کے غلبہ، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع ازواج واصحاب رسول علیہم الرضوان کی پرامن جدوجہد کو جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔ قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور اس کے محبوب پیمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ومنصب ختم نبوت کے تحفظ کے لیے 93 سال سے اپنے منشور ودستور کی روشنی میں جماعتی مشن پر کار بند وعمل پیرا ہے۔ قائد احرار نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے جماعتی وعوامی سطح پر منظم انداز میں ''فتنہ قادیانیت'' کا تعاقب کیا۔ نائب امیر جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ احرار کارکن اپنے سماجی واخلاقی رویے اور تعلق سے جماعتی کاز اور مشن کو تقویت پہنچائیں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کا نشانِ منزل حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے۔ انہوں نے کہا کہ احرار کی جرأتمندانہ قیادت کے نتیجے میں برصغیر پاک وہند سے فرنگی جیسے ظالم وجابر سامراج کا انخلاء عملاً ممکن ہوا۔ انھوں نے احرار رہنماؤں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ختم نبوت کے کام کو مزید منظم کریں اور دروس ختم نبوت، کورسز مذہبی حلقوں کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں رسائی حاصل کرکے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت ان کو بتائی جائے۔ انھوں نے کہا کہ ہر شعبۂ زندگی سے وابستہ افراد تک ختم نبوت کا پیغام پہنچانا اور ان کے ایمانوں کے تحفظ کی محنت کرنا احرار کارکن کی ذمہ داروں میں سے ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مغربی ڈیمو کریسی موجودہ ملکی مسائل کا موجب وسبب ہے، وطن عزیز میں جب تک الٰہی قوانین کا نفاذ نہیں ہوتا تب تک مسائل جوں کے توں ہی رہیں گے۔ مولانا محمد مغیرہ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، ڈاکٹر عمر فاروق احرار، مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام سے ہمارا تعلق ورشتہ دراصل عقیدے کے تحفظ کا رشتہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیکولر انتہاء پسندی وطن عزیز کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو کمزور وکھوکھلا کرنے کے مترادف ہے۔ تین روزہ تربیتی اجتماع میں مجالس احرار کی ماتحت شاخوں کے ذمہ داران نے اپنے اپنے علاقے کی کارکردگی کی جائزہ رپورٹس پیش کیں جن کو عمومی طور پر تسلی بخش قرار دیا گیا۔ تین روزہ تربیتی اجتماع میں بزرگ احرار رہنماؤں کا تذکرہ آتا اور شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کا ذکر ہوتا تو کئی لوگ فرط جذبات سے نعرے لگانے شروع کردیتے اور ان کی آنکھیں آبدیدہ ہوجاتیں۔ مقررین، مہمانوں اور شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور پاکستان کی سلامتی کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اجتماع کی قراردادوں میں کہا گیا ہے کہ آئین پاکستان میں دی گئی

تفصیل کے مطابق اسلامی قوانین کا احترام کیا جائے، وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق سود کو کلیۃً ممنوع اور حرام قرار دیا جائے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، قرآن پاک میں تحریف کے قادیانی ملزمان کو عبرت کا نشان بنایا جائے اور چناب نگر (ربوہ) میں مسلمانوں کی بلا روک ٹوک آمد و رفت کو یقینی بنایا جائے۔

احرار ورکرز کنونشن چیچہ وطنی

(رپورٹ محمد سرفراز معاویہ) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے انتباہ کیا ہے کہ پنجاب کے نگران حکمران وقاص الحسن نقو کہ سمیت قادیانیوں کو نوازنے کا رویہ ترک کر دیں ورنہ تحریک ختم نبوت کی جماعتیں مزاحمتی کردار ادا کرنے میں دیر نہیں کریں گی، مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سینیئر نائب امیر حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، مولانا محمد سرفراز معاویہ حکیم حافظ محمد قاسم، ماسٹر محمود احمد رشیدی، مولانا منظور احمد، حافظ احسن دانش نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے درس نظامی مکمل کرنے والے دس علماء کرام، مولانا عرفان صابر، مولانا اسامہ عربی، مولانا اسامہ علی، مولانا حسن معاویہ، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا انعام اللہ، مولانا محمد اکمل، مولانا محمد عثمان غوری، مولانا محمد ارحاص، اور مولانا محمد اسامہ عزیر کے اعزاز میں عشائیہ تقریب اور احرار ورکرز کنونشن سے خطاب کر رہے تھے، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ دینی مدراس سے فراغت حاصل کرنے والے علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اجتماعی شعور پیدا کریں، اور اپنے اردگرد کے ماحول کو روحانیت اور علمیت سے منور کریں، انہوں نے کہا کہ نوجوان علماء کرام کو عالمی سطح کی موجودہ فکری و تربیتی اور نظریاتی کشمکش کا ادراک کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ قدیم و جدید فتنوں کا تدارک کیا جا سکے اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو مفید بنایا جا سکے، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے کہا کہ ایک مسلمان کی طرح ہماری منزل بھی حکومت الٰہیہ کا قیام ہے ہمارے اکابر نے جس جگرے کے ساتھ سامراج کے ہندوستان سے ان خلاء کیلئے جدوجہد کی آج امریکن سامراج کی غلامی نکلنے کیلئے مزید انتھک جدوجہد کی ضروت پہلے سے بڑھتی جا رہی ہے، انہوں نے جامعہ رشیدیہ سے فراضت حاصل کرنے والے علماء کرام کو مبارکباد دی اور کہا کہ اب اصل کام تو نوجوانوں کا ہے، خواہ وہ دینی مدارس کے ہوں یا عصری تعلیمی اداروں سے تعلق رکھتے ہوں، عشائیہ تقریب میں قاری محمد قاسم، مفتی ذیشان آفتاب، قاضی عبدالقدیر، پیر جی عبدالقادر، حکیم محمد رمضان، مرغوب احمد، اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی، پیر جی عبدالقادر کی دعاء سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

احرار فاؤنڈیشن چیچہ وطنی کی سرگرمیاں

چیچہ وطنی (26 مارچ) احرار فاؤنڈیشن چیچہ وطنی کی طرف سے امدادی سرگرمیاں رمضان المبارک میں بھی جاری ہیں، سیکرٹری جنرل علی احمد چیمہ نے بتایا ہے کہ کہ رمضان المبارک میں ابتدائی دنوں میں 52 مستحق گھرانوں میں دو لاکھ روپے کا راشن تقسیم کیا گیا ہے، امدادی سرگرمیوں میں صدر محمد ریحان ارشد، زین ملک، سجاول آصف، محمد نعمان حبیب، حافظ محمد احسن دانشاور دیگر ساتھیوں نے حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر سرپرستی اور محمد قاسم چیمہ، حکیم حافظ محمد قاسم کی زیر نگرانی فلاحی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، بتایا گیا ہے کہ 80000 اسی ہزار روپے مستحقین میں نقدی

بھی تقسیم ہوئے جبکہ ایک کمزور دوکاندار کی تیس ہزار روپے سے کاروبار میں معاونت کی گئی۔اور یہ جملہ امدادی سرگرمیاں خاموشی سے جاری ہیں ،صدر محمد ریحان ارشد نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالی کی توفیقاور اپنے معاونین کے بے پناہ اعتماد سے ہو پایا ہے، جس پر ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں۔

مسافران آخرت

☆ مجدد القرآت، شاطبی وقت حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی نوراللہ مرقدہٗ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی قاری فاروق احمد (مدرس مسجد نبوی شریف) کی اہلیہ محترمہ 2مارچ2023 کوانتقال کرگئیں۔

☆ بانی وسرپرست آس اکیڈمی حضرت مولانا ڈاکٹر شاہد اویس نقشبندی صاحب رحمہ اللہ، انتقال یکم مارچ 2023

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد کے چھوٹے بھائی بزرگ صحافی باقر صغیر احمد چنیوٹ میں وفات پاگئے۔6مارچ2023ء

☆ مولانا جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ ایک متحرک اور فکر مند عالم باعمل تھے، گزشتہ تیس برسوں سے انہیں دینی اجتماعی کاموں میں مشغول دیکھا، وہ نہایت اخلاص کے ساتھ دعوت دین اور اصلاح معاشرہ کی محنت کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطاء فرمائے، تمام لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے انتقال:17مارچ2023

☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ مجلس احرار اسلام کے بزرگ کارکن عبدالسلام مرحوم، انتقال20مارچ2023

☆ مجلس احرار اسلام لاہور کے یونٹ چونگی امرسدھو کے ذمہ دار مولانا محمد ناصر عزیز کی والدہ قضاء الٰہی سے وفات پا گئیں ہیں:24مارچ2023ء

☆ کراچی مجلس احرار اسلام کراچی کے ناظم نشر واشاعت قاری علی شیر قادری کی ہمشیرہ، انتقال25مارچ2023

☆ پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے امیر حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر 17مارچ2023 کوانتقال کرگئے

☆ ......چیچہ وطنی: جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے سینئر نائب امیر حافظ حبیب اللہ گجر 21مارچ 2023ء کو انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں درجات بلند فرمائیں، قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ادارہ

اعلان داخلہ

10 تا 20 شوال المکرّم 1444ھ

درجہ کتب میں متوسطہ سے درجہ سابعہ تک

جبکہ درجہ قرآن میں محدود داخلے ہوں گے

تعمیر جدید دارالقرآن

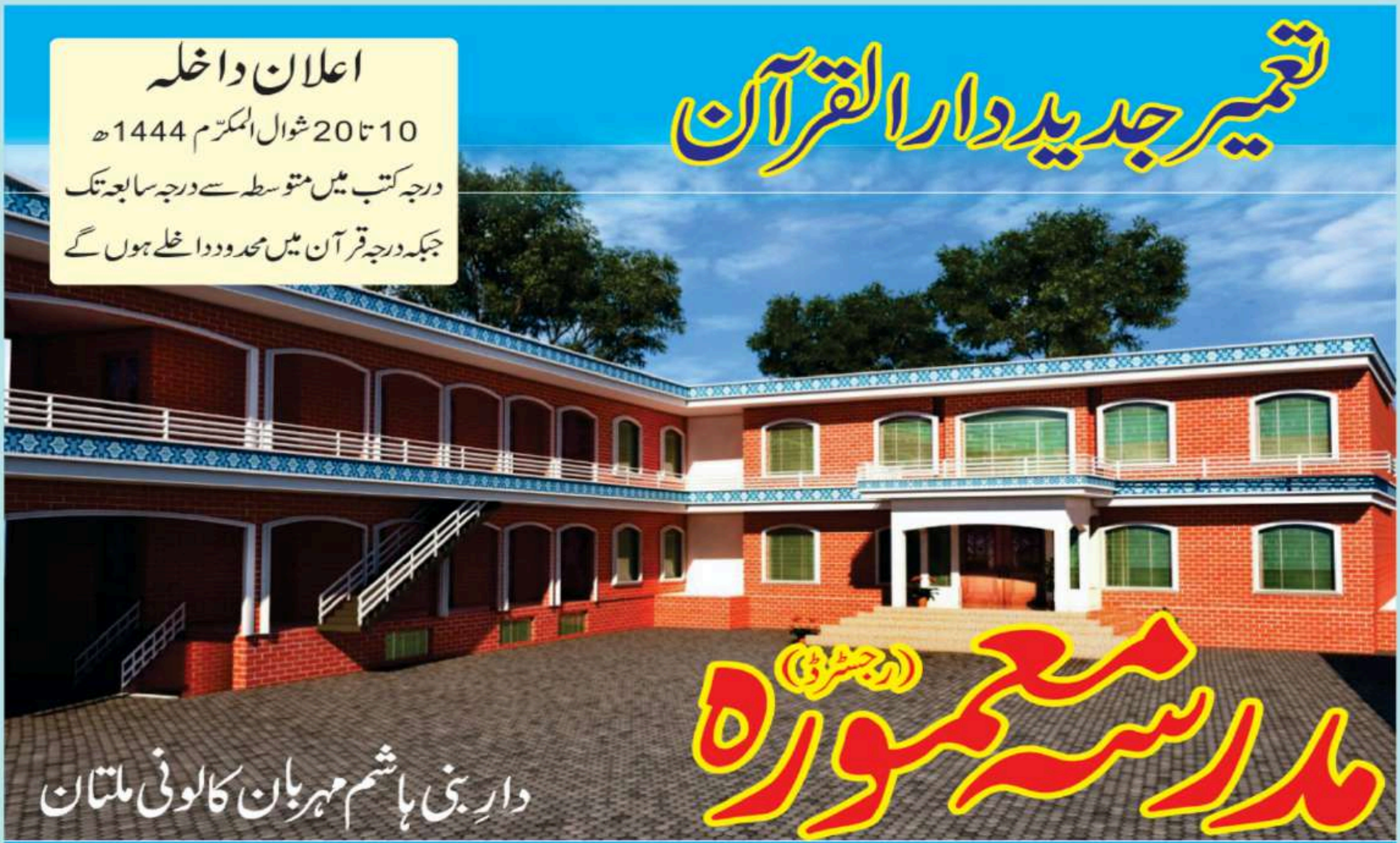

مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دارالقرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

★ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دارالحدیث، دارالاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زر و تعاون

حکومت کی مدارس دشمن پالیسیوں کے تحت کئی مدارس کے بینک اکاؤنٹ بند کر دیے گئے ہیں۔ مدرسہ معمورہ کا اکاؤنٹ بھی بند کر دیا ہے۔ تعاون کے لیے آپ مہتمم مدرسہ سے براہ راست رابطہ فرمائیں۔

061-4511961, 0300-6326621

سید محمد کفیل بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

ا) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا **محمد امین** مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY

کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores 24 گھنٹے سروس اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس